ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

مئی 2019ء - شعبان المعظم 1440ھ (جلد 16 شمارہ 08)

جلد 16 شمارہ 08

ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی

مئی 2019ء - شعبان المعظم 1440ھ

بشرفِ دعا
حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ
وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس
مفتی محمد ناصر
مولانا طارق محمود

فی شمارہ.................25 روپے
سالانہ.................300 روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
محمد شرجیل جاوید چوہدری
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
0323-5555686

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ و چمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com
www.facebook.com/Idara Ghufran

www.idaraghufran.org

ترتیب وتحریر

صفحہ

آئینۂ احوال....................رمضان کی عبادات یہ بھی ہیں............مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط175)... صدقات کو ظاہر کرنے اور مخفی رکھنے کا حکم ..... // // 6

درسِ حدیث .... اعتبار خاتمہ والے عمل کا ہوتا ہے.........// // 18

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

''وقتِ عصر وعشاء'' کے متعلق شاہ ولی اللہ کا موقف.........................مفتی محمد رضوان 24

افادات وملفوظات..// // 28

اپنی اصلاح کی فکر..مولانا شعیب احمد 33

ماہِ ربیع الآخر: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات...........مولانا طارق محمود 38

علم کے مینار: .... فقہ اسلامی کی تدوین وترویج میں

خواتین کا حصہ (حصہ دوم)...مفتی غلام بلال 40

تذکرۂ اولیاء:....عمر رضی اللہ عنہ کا صدقہ کردہ چیز خریدنے کا ارادہ کرنا...مفتی محمد ناصر 45

پیارے بچو!...............................لال ٹماٹر!...................مولانا محمد ریحان 50

بزمِ خواتین ....نفقہ میں خواتین کے اختیارات................مفتی طلحہ مدثر 52

آپ کے دینی مسائل کا حل...............................کعبہ کو دیکھنے کے

وقت دعاء کا حکم (قسط7)...ادارہ 60

کیا آپ جانتے ہیں؟... مسلمان پر کفر کا حکم لگانے میں احتیاط کا حکم...مفتی محمد رضوان 67

عبرت کدہ ..... حضرت موسیٰ کی پریشانی اور جادوگروں پر غلبہ...مولانا طارق محمود 74

طب وصحت ....''کَمْأَۃٌ'' کا مصداق اور اس کی اقسام

کے نام..حکیم مفتی محمد ناصر 79

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز...........................// // 85

اخبارِ عالم ...... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں...........مولانا غلام بلال 87

www.idaraghufran.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال

مفتی محمد رضوان

رمضان کی عبادات یہ بھی ہیں

آج کل بہت سے مسلمانوں کے ذہنوں میں عبادت کا تصور بہت محدود ہوکر رہ گیا ہے، چنانچہ بہت سے مسلمانوں کا خیال یہ ہے کہ عبادت، نماز، روزہ، زکاۃ، حج وعمرہ وغیرہ جیسے اعمال کو ادا کرنے کا نام ہے، اور بس، جبکہ بعض مسلمانوں نے عبادت کے مفہوم کو کچھ زیادہ وسیع کیا، تو انہوں نے اس میں ذکر، تلاوت، درود شریف، استغفار اور مختلف قسم کی مسنون دعاؤں اور چند نفل نمازوں کو بھی شامل کرلیا، اور اس طرح عبادت کے مذکورہ تصور تک اپنی عبادت کی جدوجہد کو محدود کرکے رکھ دیا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ زندگی کے دوسرے شعبوں میں اپنے آپ کو آزاد سمجھ لیا، اور پھر اس کے نتیجے میں زندگی کے دوسرے شعبوں میں روز بروز فساد و بگاڑ آنا شروع ہوگیا۔

جبکہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں عبادت کا مذکورہ محدود تصور درست نہیں، اسلامی نقطۂ نظر سے عبادت کا مفہوم اور تصور بڑا وسیع ہے، اور اس معنیٰ کر وسیع ہے کہ جس طرح نماز، روزہ، زکاۃ اور حج وغیرہ کو ادا کرنے پر اللہ کی طرف سے ثواب عطا کیا جاتا ہے، اسی طرح زندگی کے دوسرے شعبوں میں بھی اللہ اور اس کے رسول کے بتلائے ہوئے طریقے اور تصحیحِ نیت کے مطابق عمل کرنے سے ثواب عطا کیا جاتا ہے، اور وہ سب کام عبادت کے زمرہ میں داخل ہوجاتے ہیں۔

چنانچہ اگر کوئی تاجر اپنی چیزیں حلال طریقے پر اس نیت سے مناسب قیمت پر فروخت کرے کہ مثلاً مسلمان مجھ سے کپڑا خریدے گا، تو اس سے اپنے ستر کو چھپائے گا، اور اس کے جسم کو راحت وزیبائش حاصل ہوگی، اور اس کو فروخت کرکے جو رقم ونفع حاصل ہوگا، اس سے اپنے اور اپنے زیرِ کفالت افراد کے شرعی حقوق پورے کروں گا، نیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو مالی حقوق ذمہ میں عائد ہیں، ان کو بھی ادا کروں گا، تو پھر یہ تجارت بھی عبادت میں شامل ہوجاتی ہے، اور مال میں برکت بھی ہوتی ہے۔اسی طرح کھانے پینے کی اشیاء کو فروخت کرنے کا بھی معاملہ ہے۔

اور دوسرے مسلمان کے لیے اجرت پر کسی کام کو انجام دینے کا بھی یہی معاملہ ہے۔

اور جب ان کاموں کے ساتھ مزید کسی ثواب کے کام کا بھی تعلق وابستہ ہوجائے، تو پھر اسی حیثیت سے ثواب میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے۔

اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ عظیم فضیلت وعبادت والا مہینہ ہے، جس میں مسلمان، اسلام کے ایک اہم فریضے، روزہ کو ادا کرتے ہیں، اور اس مقصد کے لیے سحری وافطاری میں مختلف اشیاء کھاتے پیتے ہیں، رمضان المبارک کی راتوں میں تراویح اور دوسری عبادت کرتے ہیں، اور پھر اس کے شکرانے میں عیدالفطر کا تہوار مناتے ہیں، جس میں اچھا لباس پہنتے ہیں، اور زیب وزینت اختیار کرتے ہیں۔

پس جو شخص رمضان المبارک میں کپڑے وغیرہ مناسب قیمت پر اس نیت سے فروخت کرے گا کہ دوسرے مسلمان اس کپڑے کو عید کے دن پہن کر نماز پڑھیں گے، اور زیب وزینت اختیار کریں گے، اور میں اس سے جو جائز نفع حاصل کروں گا، اس سے اپنے اور اپنے زیرِ کفالت افراد کا نان ونفقہ ادا کروں گا، روزہ کے لیے سحری وافطاری کا انتظام کروں گا، اور عید کے دن جائز خوشی وزیبائش کا سامان مہیا کروں گا، اور صدقۂ فطر وغیرہ ادا کروں گا، تو اس نیت سے کپڑا فروخت کرنا اور اس نیت سے درزی کا لباس سینا بھی اہم عبادت میں داخل ہوکر عظیم اجروثواب اور برکت کا باعث ہوگا۔

اسی طرح جو شخص رمضان المبارک میں کھانے پینے کی معیاری اشیاء مناسب قیمت پر اس نیت سے فروخت کرے گا کہ یہ چیزیں میرے مسلمان بھائی سحری وافطار میں استعمال کریں گے، اور روزہ کی عبادت میں یہ چیزیں استعمال ہوں گی، تو اس کا بھی اس تاجر کو عظیم اجروثواب حاصل ہوگا، اور اس مقصد سے کھانے پینے کی چیزوں کی تجارت عظیم عبادت شمار ہوگی، بشرطیکہ صحیح اور صاف ستھری چیزیں فروخت کرے۔

لیکن افسوس ہے کہ ایک عرصہ سے مسلمانوں میں اس طرح کا جذبہ بہت کمزور پڑ گیا ہے، اور اس کے بجائے اکثر مسلمان رمضان المبارک میں اندھا دھند طریقے پر چیزوں کی قیمتیں غیر معمولی بڑھا کر اور سستی اور خراب اشیاء کا انتخاب کر کے تجارت کرتے ہیں، جس سے دوسرے مسلمان سخت پریشان اور بیمار ہوتے ہیں۔

www.idaraghufran.org

چنانچہ ایک عرصے سے دیکھنے میں آرہا ہے کہ رمضان المبارک میں بیشتر اشیائے صرف واستعمال کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ کردیا جاتا ہے، اور ہر شخص کو کسی نہ کسی طرح سے مال کمانے بلکہ مال بٹورنے کی فکر سوار ہوجاتی ہے، اور رمضان المبارک کے دن میں روزہ رکھ کر اور رمضان المبارک کی بابرکت راتوں میں دوسرے مسلمانوں سے طرح طرح سے مال بٹورنے کا مشغلہ اختیار کیا جاتا ہے۔

بعض لوگوں نے تو رمضان المبارک کو آخرت کے بجائے دنیا کمانے کا سیزن بنالیا ہے، وہ سارے سال کے اخراجات رمضان المبارک میں ہی کسی نہ کسی طرح پورے کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور رات دن ایک کرکے ہمہ تن پیسے بٹورنے کی فکر اور دھن میں مشغول رہتے ہیں، اور اس طرح رمضان المبارک، جو کہ آخرت کمانے کا بہترین زمانہ اور سیزن تھا، اس کو اپنے ہی ہاتھوں دنیا کی خاطر برباد کردیتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی دیکھنے میں آتے ہیں کہ جو دنیا کمانے کی خاطر رمضان المبارک کی پوری پوری رات جاگ کر گزارتے ہیں، خاص طور پر رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی بابرکت راتیں، جن میں شبِ قدر بھی ہوتی ہے، اور مسنون اعتکاف بھی ہوتا ہے، یہ لوگ نہ تراویح پڑھتے ہیں، اور نہ ہی فجر کی نماز بروقت ادا کرتے، بلکہ یا تو قضا کردیتے ہیں، یا سرے سے پڑھتے ہی نہیں، بلکہ بعض لوگوں کی تو شبِ عید کی مبارک رات میں مشغولی کی وجہ سے فجر اور عید کی نماز بھی چھوٹ جاتی ہے، وہ رات بھر تھکے ہونے کی وجہ سے اس وقت پڑ کر سو رہے ہوتے ہیں۔

مسلمانوں کو اپنی اس روِش کو بدلنے اور اس کی اصلاح کرنے کی ضرورت ہے۔

اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ عبادت کے تصور کو وسیع کرکے رمضان المبارک کو اپنے اپنے شعبوں میں دین وآخرت کمانے کا ذریعہ وسیزن بنائے، اور ناجائز طریقے سے مال بٹورنے اور نفع کمانے کی صورتوں سے اپنے آپ کو بچا کر رکھے، اور اپنے اپنے شعبوں میں مسلمان روزہ داروں کی خدمت کا جذبہ اپنے اندار پیدا کرکے اپنے شعبوں میں خدمات سرانجام دے، اور ان چیزوں کو بھی رمضان المبارک کی عبادت شمار کرے۔

اس سے ان شاء اللہ تعالیٰ ہر مسلمان اپنے اپنے شعبے کو رمضان المبارک میں عبادت کا سیزن بنانے اور آخرت کا زیادہ سے زیادہ اجر وثواب کمانے اور مال میں برکت کا ذریعہ بنانے میں کامیاب ہوگا۔

اللہ کرے کہ ایسا ہو۔ آمین۔

www.idaraghufran.org

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط نمبر175، آیت نمبر271و272) مفتی محمد رضوان

صدقات کوظاہر کرنے اور مخفی رکھنے کا حکم

إِنْ تُبْدُوْا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ. وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ.

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ (سورة البقرة، رقم الآيات ٢٧١، ٢٧٢)

ترجمہ: اگر ظاہر کروتم، صدقات کو، تو کیا ہی اچھا ہے وہ، اور اگر مخفی رکھوتم، اُن (صدقات) کو، اور دے دوتم اُن (صدقات) کو، فقراء کو، تو وہ بہتر ہے تمہارے لیے، اور کفارہ فرمادے گا وہ (یعنی اللہ) تم سے تمہاری برائیوں کا، اور اللہ اُن چیزوں کی جو عمل کرتے ہوتم، خوب خبر رکھنے والا ہے۔

نہیں ہے آپ کے ذمہ، ہدایت، اُن (انسانوں) کی، اور لیکن اللہ ہدایت دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے، اور جو کچھ خرچ کرو گے تم، خیر کی چیز، تو وہ تمہارے نفسوں کے (فائدے کے) لیے ہوگی، اور جو کچھ خرچ کروتم، وہ صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہو، اور جو کچھ خرچ کرو گے تم، خیر کی چیز، پورا اجر دیا جائے گا، تمہاری طرف، اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

مذکورہ آیات میں سے پہلی آیت میں صدقات کو ظاہر کرنے کی اجازت دی گئی ہے، اور مخفی رکھ کر فقراء کو دینا بہتر قرار دیا گیا ہے، جس کے بعد صدقات کے ذریعے گناہوں اور برائیوں کا کفارہ ہونے کا ذکر کیا گیا ہے، اور پھر بتلایا گیا ہے کہ اللہ کو تمہارے سب اعمال کی اچھی طرح خبر ہے کہ

www.idaraghufran.org

کون کس نیت اور مقصد سے اور کس طرح سے عمل کر رہا ہے۔

پھر اگلی آیت میں فرمایا گیا کہ آپ کے ذمہ کسی کو ہدایت دینا نہیں ہے، البتہ اللہ کو اختیار ہے کہ وہ جس کو چاہے ہدایت عطا فرمائے، انسان صرف کوشش کر سکتا ہے، پس اگر کوئی صدقہ نہیں دیتا، یا اخلاص اختیار نہیں کرتا، تو اس کا حساب، اللہ کرے گا۔

پھر فرمایا کہ تم جو بھی اللہ کے راستے میں صدقہ وخیرات کی شکل میں خرچ کرو گے، اس کا فائدہ تمہاری اپنی ذات کو ہوگا کہ دنیا وآخرت میں اجر وانعام اور ثواب وراحت حاصل ہوگی، لیکن یہ یاد رکھو کہ جو کچھ بھی خرچ کرو، اس سے اللہ کی رضا پیشِ نظر ہونی چاہیے، پھر جو بھی تم خیر کی چیز خرچ کرو گے، اللہ تم کو اس کا پورا پورا اجر وثواب عطا فرمائے گا، اور تمہارے کارِ خیر کے اجر وثواب کو عطا فرمائے گا، جس میں کسی قسم کا ظلم اور کوتاہی نہیں کی جائے گی۔

صدقات میں جو اظہار کرنے اور خفیہ رکھنے کا ذکر کیا گیا ہے، عربی زبان میں صدقات کے عام مفہوم میں فرض اور نفل سب صدقات شامل ہیں، اور اس میں زکاۃ بھی داخل ہے۔

اور آیت کے اندازِ کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ عام حالات میں صدقات کو مخفی رکھنا ہی افضل ہے، اسی لیے اس کا خیر وبہتر ہونا بتلایا گیا، کیونکہ اس میں ایک تو ریا کاری سے حفاظت ہے، دوسرے جس کو صدقہ دیا جائے، اس کی عزتِ نفس کی بھی حفاظت ہے، اور تیسرے اپنے مالدار ہونے کو دشمنوں کی نظر سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہے، البتہ اگر کسی جگہ ظاہر کرنے میں مصلحت وحکمت ہو، مثلاً دوسروں کو ترغیب دینا مقصود ہو، تو اس مصلحت وحکمت کی وجہ سے ظاہر کرنے کی فضیلت بھی ہو سکتی ہے۔

بہر حال عام حالات میں چھپ کر صدقہ کرنا افضل ہے، کیونکہ اس میں اخلاص زیادہ ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اس کو زیادہ خیر کا باعث قرار دیا ہے، اور اسی وجہ سے کئی احادیث میں چھپ کر صدقہ کرنے کے عظیم فضائل آئے ہیں، البتہ بعض اوقات صدقہ کو ظاہر کرنا بھی اچھی بات ہوتی ہے، مثلاً جب دوسروں کو ترغیب دینا مقصود ہو، اور دوسرے کی ایذاء رسانی بھی نہ ہو کہ جس کو صدقہ دیا جا رہا ہے، اس کی دوسروں کے سامنے تحقیر لازم نہ آئے، اور اخلاص بھی ملحوظ ہو۔

اسی طرح قرآن مجید کو بلند آواز سے اور آہستہ آواز سے تلاوت کرنے کا بھی معاملہ ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :الْجَاهِرُ بِالْقُرْآنِ، كَالْجَاهِرِ بِالصَّدَقَةِ، وَالْمُسِرُّ بِالْقُرْآنِ، كَالْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ (سنن الترمذی،رقم الحديث ۲۹۱۹، سنن ابی داؤد، رقم الحديث ۱۳۳۳) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ قرآن کو ظاہر کر کے (یعنی بلند آواز سے) پڑھنے والا ایسا ہے، جیسا کہ ظاہر کر کے صدقہ کرنے والا، اور قرآن کو چھپ کر (یعنی آہستہ آواز سے پڑھنے والا) ایسا ہے جیسا کہ چھپ کر صدقہ کرنے والا (ترمذی، ابوداؤد)

مطلب یہ ہے کہ جس طرح عام حالات میں چھپ کر صدقہ کرنا زیادہ فضیلت کا باعث ہوتا ہے، مثلاً جب اخلاص کو ملحوظ رکھنا اور ریاءکاری اور دوسرے کی ایذاءرسانی سے بچنا مقصود ہو۔

اسی طرح عام حالات میں قرآن مجید کو خفیہ اور آہستہ آواز میں پڑھنا زیادہ فضیلت کا باعث ہوتا ہے، مثلاً جب اخلاص کو ملحوظ رکھنا اور ریاءکاری اور دوسرے کی ایذاءرسانی سے بچنا مقصود ہو، اور بلند آواز کرنے کی کوئی ضرورت بھی نہ ہو، جیسا کہ جہری نمازوں میں امام کو بلند آواز سے قرائت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

اور بعض اوقات صدقہ کا ظاہر کرنا زیادہ فضیلت کا باعث ہوتا ہے، مثلاً جب دوسرے لوگوں کو ترغیب دینا مقصود ہو، اور اخلاص کے ساتھ صدقہ کیا جائے۔

اسی طرح بعض اوقات قرآن مجید کو بلند آواز سے پڑھنا زیادہ فضیلت کا باعث ہوتا ہے، مثلاً جب دوسروں کو قرآن مجید اور اس کے مضامین کی طرف متوجہ کرنا مقصود ہو، اور اخلاص کے ساتھ ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ، يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: اَلْإِمَامُ الْعَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح، وهذا إسناد حسن(حاشية سنن ابی داؤد)

طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ، فَقَالَ : إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ، أَخْفٰى حَتّٰى لاَ تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ (بخاری،رقم الحديث ٦٦٠، كتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد ينتظر الصلاة وفضل المساجد)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات آدمیوں کواللہ(قیامت کے دن خاص) اپنے سایہ میں جگہ عطا فرمائے گا، جس دن کہ اللہ کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، ایک انصاف کرنے والے امام(وحاکم) کو، دوسرے اس جوان کوجس نے اپنے رب کی عبادت میں پرورش پائی ہو، اور تیسرے اس آدمی کوجس کا دل مساجد کے ساتھ اٹکا ہوا(اور وابستہ) ہو، چوتھے وہ دونوں آدمی جو اللہ ہی کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہوں، اللہ ہی کی محبت کی بنیاد پر جمع ہوتے ہوں، اوراسی بنیاد پر ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہوں، اور پانچویں اس آدمی کو کہ جس کو کوئی منصب اور حسن والی عورت بلائے، پھر یہ جواب میں کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، اور چھٹے اس آدمی کو جو صدقہ کرے، اوراتنا خفیہ صدقہ کرے کہ اس کا بایاں ہاتھ بھی یہ نہ جان سکے کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا، اورساتویں اس آدمی کو جوتنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہے، پھراس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں(بخاری)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:" ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللهُ، وَثَلَاثَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللهُ، أَمَّا الثَّلَاثَةُ الَّذِينَ يُحِبُّهُمُ اللهُ: فَرَجُلٌ أَتَى قَوْمًا فَسَأَلَهُمْ بِاللهِ وَلَمْ يَسْأَلْهُمْ بِقَرَابَةٍ بَيْنَهُمْ فَمَنَعُوهُ، فَتَخَلَّفَ رَجُلٌ بِأَعْقَابِهِمْ فَأَعْطَاهُ سِرًّا لَا يَعْلَمُ بِعَطِيَّتِهِ إِلَّا اللهُ وَالَّذِي أَعْطَاهُ، وَقَوْمٌ سَارُوا لَيْلَتَهُمْ حَتَّى إِذَا كَانَ النَّوْمُ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِمَّا يُعْدَلُ بِهِ، نَزَلُوا فَوَضَعُوا رُءُوسَهُمْ فَقَامَ يَتَمَلَّقُنِي وَيَتْلُو آيَاتِي، وَرَجُلٌ كَانَ فِي سَرِيَّةٍ فَلَقُوا الْعَدُوَّ فَهُزِمُوا، فَأَقْبَلَ بِصَدْرِهِ حَتَّى يُقْتَلَ أَوْ يَفْتَحَ اللهُ لَهُ .وَالثَّلَاثَةُ الَّذِينَ يُبْغِضُهُمُ اللهُ: الشَّيْخُ

www.idaraghufran.org

الزَّانِي، وَالْفَقِيرُ الْمُخْتَالُ، وَالْغَنِيُّ الظَّلُومُ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۱۳۵۵) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین قسم کے آدمیوں سے اللہ محبت فرماتا ہے، اور تین قسم کے آدمیوں کو اللہ ناپسند فرماتا ہے، وہ تین قسم کے آدمی جن سے اللہ محبت فرماتا ہے، ان میں سے ایک تو وہ آدمی ہے، جس نے ایسے شخص کو صدقہ دیا جو ایک جماعت کے پاس آیا، اور اس سے اللہ کی قسم دے کر سوال کیا، اس نے جماعت سے حقِ قرابت کی وجہ سے سوال نہیں کیا، جو اس کے اور جماعت کے درمیان تھا، مگر جماعت والوں نے اسے کچھ بھی نہیں دیا، چنانچہ ایک شخص نے جماعت کو پس پشت ڈالا اور آگے بڑھ کر سائل کو پوشیدہ طور پر دے دیا، سوائے اللہ کے اور اس شخص کے کہ جسے اس نے دیا اور کسی نے اس کے عطیہ کو نہیں جانا، اور دوسرا وہ شخص ہے جو جماعت کے ساتھ تمام رات چلا، یہاں تک کہ جب ان کے لیے نیند ان تمام چیزوں سے زیادہ جو نیند کے برابر ہیں، پیاری ہوئی تو جماعت کے تمام افراد سو گئے، مگر وہ شخص کھڑا ہوا (اللہ فرماتا ہے کہ) اور میرے سامنے گڑگڑانے لگا اور میری آیتیں (یعنی قرآن) پڑھنے لگا، اور تیسرا شخص وہ ہے جو لشکر میں شامل تھا جب دشمن سے مقابلہ ہوا تو اس کے لشکر کو شکست ہوگئی، مگر وہ شخص دشمن کے مقابلے پر سینہ سپر ہو گیا، یہاں تک کہ شہید ہو گیا یا فتح یاب ہو گیا۔ اور وہ تین شخص جو اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں، ان میں سے ایک شخص تو وہ ہے جو بوڑھا ہونے کے باوجود زنا کرے، دوسرا شخص تکبر کرنے والا فقیر ہے، اور تیسرا شخص دولت مند ظلم کرنے والا ہے (مسند احمد)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے صدقہ کو ظاہر کرنے اور مخفی رکھنے کے حکم کے بعد یہ فرمایا کہ:

”وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ“

”اور کفارہ فرما دے گا وہ (یعنی اللہ) تم سے تمہاری برائیوں کا، اور اللہ اُن چیزوں کی جو عمل کرتے ہو تم، خوب خبر رکھنے والا ہے“

[1] قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح (حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ کے ذریعے سے برائیوں یعنی گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے، یعنی صدقہ کے ذریعے، گناہ معاف ہوتے ہیں۔اس بات کا ذکر احادیث میں بھی آیا ہے۔

چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ:

وَالصَّدَقَةُ تُطْفِءُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِءُ الْمَاءُ النَّارَ (مسند احمد، رقم الحديث ١٤٧٤٦)

ترجمہ:اور صدقہ گناہوں کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے(مسند احمد)

اورحضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:سَأُنَبِّئُكَ بِأَبْوَابٍ مِّنَ الْخَيْرِ: اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِءُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِءُ الْمَاءُ النَّارَ (مسند احمد، رقم الحديث ٢٢١٣٣)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میں آپ کو خیر کے دروازوں کی خبر دوں گا (پھر فرمایا کہ)روزہ (گناہوں سے) ڈھال ہے، اور صدقہ گناہوں کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے(مسند احمد)

صدقہ کے برائیوں اور گناہوں کا کفارہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ صدقہ کا عمل، نیک اعمال میں داخل ہے،اور نیک اعمال کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ برائیوں اور گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔

اس بات کا ذکر قرآن مجید کی کئی دوسری آیات میں بھی آیا ہے۔

چنانچہ سورہ ھود میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ(سورة هود، رقم الآية ١١٤)

ترجمہ: بے شک نیکیاں، لے جاتی ہیں برائیوں کو(سورہ ھود)

یعنی نیکیاں، برائیوں کا کفارہ بن جاتی ہیں۔

www.idaraghufran.org

اورسورہ تغابن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِى مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيهَا أَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (سورة التغابن، رقم الآية ٩)

ترجمہ: اور وہ شخص، جو ایمان لائے گا، اللہ پر، اور عمل کرے گا صالح، تو کفارہ فرمادے گا وہ (یعنی اللہ) اس سے، اس کی سیئات کا، اور داخل فرمادے گا، وہ (یعنی اللہ) اس کو، ایسی جنتوں میں کہ جاری ہوں گی، ان کے نیچے سے نہریں، ہمیشہ رہیں گے وہ لوگ اس میں ابد تک، یہ کامیابی ہے بہت عظیم (سورہ تغابن)

اورسورہ طلاق میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗ أَجْرًا (سورة الطلاق، رقم الآية ٥)

ترجمہ: اور وہ شخص، جو ڈرے گا اللہ سے، تو کفارہ فرمادے گا وہ (یعنی اللہ) اس سے، اس کی سیئات کا، اور اس کے لیے بہت عظیم اجر عطا فرمائے گا (سورہ طلاق)

اورسورہ تحریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا تُوْبُوْا إِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا عَسٰى رَبُّكُمْ أَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ (سورة التحريم، رقم الآية ٨)

ترجمہ: اے وہ لوگو! جو ایمان لائے، توبہ کرو تم اللہ کی طرف، توبۃ النصوح، قریب ہے کہ تمہارا رب، کفارہ فرمادے گا، تم سے تمہاری سیئات کا، اور داخل فرمادے گا وہ تم کو، ایسی جنتوں میں کہ جاری ہوں گی، ان کے نیچے سے نہریں (سورہ تحریم)

''توبۃ النصوح'' سے سچی اور صالح توبہ مراد ہے، جو توبہ کرنے والے کے لیے نصیحت کا ذریعہ بنے۔

قرآن وسنت کے مختلف دلائل میں غور کر کے بہت سے اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ توبہ کرنے سے تو کبیرہ گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں، لیکن نیک اعمال سے صرف صغیرہ گناہ ہی معاف ہوتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ کی مذکورہ آیات میں سے اگلی آیت کے شروع میں فرمایا کہ:

’’لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَاءُ‘‘

’’نہیں ہے آپ کے ذمہ، ہدایت، اُن (انسانوں) کی، اور لیکن اللہ ہدایت دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے‘‘

اس سے معلوم ہوا کہ رسول یا کسی دوسرے انسان کے ذمہ، یا اختیار میں دوسرے کو ہدایت دینا نہیں ہے، انسان اس کی صرف کوشش کرسکتا ہے، اور ہدایت کا اصل اختیار، اللہ کے پاس ہے، اللہ کے علاوہ کسی مخلوق کے پاس کسی کو ہدایت دے دینے کا اصل اختیار نہیں۔

قرآن مجید کی دوسری آیات میں بھی اس طرح کا مضمون آیا ہے۔

چنانچہ سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گزر چکا ہے کہ:

يَهْدِىْ مَنْ يَّشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (سورة البقرة، رقم الآية ۱۴۲)

ترجمہ: وہ (یعنی اللہ) ہدایت دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے صراطِ مستقیم کی طرف (سورہ بقرہ)

اور سورہ بقرہ میں ہی اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی گزر چکا ہے کہ:

وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (سورة البقرة، رقم الآية ۲۱۳)

ترجمہ: اور اللہ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے صراطِ مستقیم کی طرف (سورہ بقرہ)

اور سورہ نحل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدَاهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَّاصِرِيْنَ (سورة النحل، رقم الآية ۳۷)

ترجمہ: اگر آپ حرص کریں، ان کی ہدایت پر، تو بے شک اللہ نہیں ہدایت دیتا، اس کو جسے گمراہ کردے وہ، اور نہیں ہوں گے، ان کے لیے کوئی مددگار (سورہ نحل)

اور سورہ حج میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَكَذٰلِكَ أَنْزَلْنَاهُ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَّأَنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يُّرِيْدُ (سورة الحج، رقم الآية ۱۶)

ترجمہ: اور اسی طرح نازل کیا ہم نے، واضح آیات کو، اور بے شک اللہ ہدایت دیتا

ہے،جس کو چاہتا ہے وہ(سورہ حج)

اورسورہ نور میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ مُّبَيِّنَاتٍ وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (سورة النور، رقم الآية ٤٦)

ترجمہ: البتہ یقیناً نازل کیا ہم نے واضح آیات کو،اور اللہ ہدایت دیتا ہے،جس کو چاہتا ہے،صراطِ مستقیم کی طرف(سورہ نور)

اورسورہ قصص میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ (سورة القصص، رقم الآية ٥٦)

ترجمہ: بے شک آپ نہیں ہدایت دے سکتے ،اس کو جس سے آپ محبت کریں،اور لیکن اللہ ہدایت دیتا ہے،جس کو چاہتا ہے،اور وہ زیادہ جانتا ہے، ہدایت دیے جانے والے لوگوں کو(سورہ قصص)

اورسورہ روم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَهْوَاءَ هُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَمَنْ يَّهْدِىْ مَنْ أَضَلَّ اللّٰهُ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِيْنَ (سورة الروم، رقم الآية ٢٩)

ترجمہ: بلکہ اتباع کی،ان لوگوں نے ،جنھوں نے ظلم کیا،اپنی خواہشات کی ،بغیر علم کے،پس کون ہدایت دے گا،اس کو،جس کو گمراہ کردے اللہ،اور نہیں ہوں گے ان کے لیے کوئی مددگار(سورہ روم)

اورسورہ زمر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ (سورة الزمر، رقم الآية ٣)

ترجمہ: بے شک اللہ نہیں ہدایت دیتا،اس کو جو جھوٹا ہو، بہت زیادہ کفر کرنے والا ہو (سورہ زمر)

www.idaraghufran.org

اورسورہ غافر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ (سورة غافر، رقم الآية ٢٨)

ترجمہ: بے شک اللہ، نہیں ہدایت دیتا اس کو، جو مسرف (یعنی حد سے تجاوز کرنے والا) ہو، بہت جھوٹا ہو (سورہ غافر)

مذکورہ آیات کے مجموعے سے معلوم ہوا کہ ہدایت دینے کا اصل اختیار، اللہ کے پاس ہے، اور اللہ، ہدایت کے مستحق کو ہی ہدایت عطا فرماتا ہے، جو اپنی شامتِ اعمال اور نااہلی کی وجہ سے اس کا مستحق نہ ہو، اسے اللہ، ہدایت عطا نہیں فرماتا۔

پھر اس کے بعد سورہ بقرہ کی مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ،وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ“

”اور جو کچھ خرچ کرو گے تم، خیر کی چیز، تو وہ تمہارے نفسوں کے (فائدے کے) لیے ہوگی، اور جو کچھ خرچ کرو تم، وہ صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہو، اور جو کچھ خرچ کرو گے تم، خیر کی چیز، پورا اجر دیا جائے گا، تمہاری طرف، اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا“

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی مرضی کے مطابق جو کچھ کوئی انسان خرچ کرتا ہے، تو اس کو، اس کا فائدہ ہوتا ہے، اور انسان جو بھی چیز خرچ کرے، وہ اللہ کی رضا کے لیے خرچ کرنی چاہیے، اور جو بھی خیر کی چیز خرچ کی جاتی ہے، تو اللہ کی طرف سے اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، اور انسانوں کے کیے ہوئے عمل کے ثواب میں کمی کرکے کسی پر کسی قسم کا ظلم نہیں کیا جائے گا۔ [1]

اللہ کی رضا کے لیے عمل کرنے اور پورا اجر دیے جانے کا ذکر دوسری آیات میں بھی آیا ہے۔

سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوْفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ

---

[1] (وما تنفقون إلا ابتغاء وجه الله) أى ثوابه لا غيره من أعراض الدنيا خبر بمعنى النهى (وما تنفقوا من خير يوف إليكم) جزاؤه (وأنتم لا تظلمون) تنقصون منه شيئا والجملتان تأكيد للأولى(تفسير الجلالين، سورة البقرة، رقم الآية ٢٧٢)

بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ أَجْرًا عَظِيْمًا (سورة النساء، رقم الآية ۱۱۴)

ترجمہ: ان کی اکثر سرگوشیوں میں کوئی خیر نہیں، مگر جو صدقہ کا یا نیکی کا یا لوگوں کے درمیان اصلاح کا حکم کرے، اور جو کوئی یہ عمل اللہ کی رضا مندی تلاش کرنے کے لئے کرے گا، تو عنقریب اُسے ہم اجرِ عظیم عطا کریں گے (سورہ نساء)

اور سورہ انفال میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ (سورة الانفال، رقم الآية ۶۰)

ترجمہ: اور وہ جو خرچ کرو گے تم، کوئی بھی چیز اللہ کے راستے میں، پورا پورا اجر دیا جائے گا تمہاری طرف، اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا (سورہ انفال)

اور سورہ روم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَ فِيْ أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا آتَيْتُمْ مِّنْ زَكَاةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ (سورة الروم، رقم الآية ۳۸، ۳۹)

ترجمہ: پس دیجئے قرابت دار (یعنی رشتہ دار) کو اس کا حق، اور مسکین اور مسافر کو (ان کا حق) یہ بہتر ہے، ان لوگوں کے لئے، جو ارادہ کرتے ہیں اللہ کی رضا کا، اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور جو تم دیتے ہو سود، تاکہ بڑھوتری ہو جائے، لوگوں کے مالوں میں، تو نہیں بڑھوتری ہوتی، اس کی اللہ کے نزدیک، اور جو دو تم زکاۃ، ارادہ کرو اس سے اللہ کی رضا کا، تو یہی لوگ ہیں جن کو بڑھا چڑھا کر اجر دیا جائے گا (سورہ روم)

خلاصہ یہ کہ جو بھی خیر کی چیز، اللہ کے راستے میں اخلاص سے خرچ کی جائے گی، اس کا پورا پورا فائدہ اور اجر و ثواب انسان کی ذات کو حاصل ہوگا، اور اس سلسلہ میں کسی کے ساتھ ذرہ برابر ظلم نہ ہوگا۔

جلد9

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...تمباکو نوشی کے احکام

(2)...ضرورت وحاجت اور استقراض بالربح کی تحقیق

(3)...حمد ونعت اور اس کی شرائط

(4)...نام رکھنے کے عربی قواعد

(5)...انگور، کھجور و دیگر اشیاء کے نبیذ اور جوس وغیرہ کی تحقیق

(6)... بالوں میں وصل کی تحقیق

(7)...دف کی تحقیق

مصنّف

مفتی محمد رضوان خان

جلد10

علمی و تحقیقی رسائل

(1)... پانی وڈھیلے سے استنجاء کی تحقیق

(2)...نیند سے وضوٹوٹنے کی تحقیق

(3)...حرمت ونجاست سے متعلق اصول

(4)...تحقیق مسحِ رقبة

(5)...نماز کے وقت سوتے رہ جانا اور طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھنا

(6)...نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ

(7)...خواتین کی امامت و جماعت کا شرعی حکم

(8)... بوقتِ خطبہ آنے والے کو تحیۃُ المسجد کا شرعی حکم

(9)... صلاۃُ التسبیح سے متعلق احادیث وروایات کی تحقیق

مصنّف

مفتی محمد رضوان خان

بسلسلہ: اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام اضافہ واصلاح شدہ ساتواں ایڈیشن

ماہِ رمضان کے فضائل واحکام

اس کتاب میں قرآن وحدیث اور فقہ کی روشنی میں اسلامی سال کے نویں مہینہ ''ماہِ رمضان '' اور اس سے متعلق فضائل واحکام، منکرات وبدعات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ رمضان کے مہینہ کے فضائل واحکام، چاند کے فضائل واحکام، روزہ کے فضائل واحکام، سحری کے فضائل واحکام، افطاری کے فضائل واحکام، لیلۃُ القدر کے فضائل واحکام اور ان سے متعلق رائج منکرات واصلاحات کو مدلل ومفصل انداز میں بیان کیا گیا ہے، ساتھ ہی تراویح اور مسنون اعتکاف کی فضیلت واہمیت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

مصنّف

مفتی محمد رضوان

(بسلسلہ: نماز کے فضائل واحکام)

نمازِ تراویح کے فضائل واحکام

رمضانُ المبارک کے ایک اہم عمل نمازِ تراویح کے تفصیلی فضائل واحکام

نمازِ تراویح اور اُس میں قرآن مجید کی تلاوت وسماعت کی فضیلت واہمیت

نمازِ تراویح کی مسنون تعداد کے ثبوت پر تفصیلی دلائل اور شبہات کا ازالہ

نمازِ تراویح کی جماعت، امامت واقتداء کے احکام

تراویح کی نماز میں سجدۂ تلاوت اور رکعت میں غلطی واقع ہوجانے کے احکام

نمازِ وتر اور اس کی جماعت کے احکام

تراویح کی نماز سے متعلق اہم مسائل پر تحقیقی کلام

مصنّف

مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی

فون: 051-5507270

درسِ حدیث　　　　　　　　　　　　　　　　مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

اعتبار خاتمہ والے عمل کا ہوتا ہے

کئی احادیث وروایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا خاتمہ، جس عمل وحالت پر ہوتا ہے، اسی پر اس کے ساتھ مرنے کے بعد برتاؤ کیا جائے گا، اسی لیے کسی انسان کے لیے حسنِ خاتمہ، بہت بڑی نیک بختی ہے، جس طرح کسی انسان کے لیے سوءِ خاتمہ، بہت بڑی بدبختی ہے۔

اس سلسلہ میں چند احادیث وروایات ذکر کی جاتی ہیں۔

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَجُلٍ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِينَ، وَكَانَ مِنْ أَعْظَمِ الْمُسْلِمِينَ غَنَاءً عَنْهُمْ، فَقَالَ :مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا فَتَبِعَهُ رَجُلٌ، فَلَمْ يَزَلْ عَلَى ذَلِكَ حَتَّى جُرِحَ، فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ، فَقَالَ بِذُبَابَةِ سَيْفِهِ فَوَضَعَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ، فَتَحَامَلَ عَلَيْهِ حَتَّى خَرَجَ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّ العَبْدَ لَيَعْمَلُ، فِيمَا يَرَى النَّاسُ، عَمَلَ أَهْلِ الجَنَّةِ وَإِنَّهُ لَمِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَيَعْمَلُ فِيمَا يَرَى النَّاسُ، عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ، وَإِنَّمَا الأَعْمَالُ بِخَوَاتِيمِهَا (صحیح البخاری، رقم الحدیث ٦٤٩٣)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا، جو مشرکین سے قتال کررہا تھا، اور مسلمانوں کی طرف سے بہت شدت کے ساتھ جنگ کررہا تھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی جہنم والے آدمی کو دیکھنا چاہتا ہے، تو اس کو دیکھ لے، تو مسلمانوں میں سے

ایک شخص اس آدمی کے پیچھے ہوگیا(تاکہ اس کے جہنمی ہونے کے عمل کو دیکھ سکے) وہ آدمی مشرکوں سے برابر جنگ کرتا رہا، یہاں تک کہ وہ زخمی ہوگیا، پھر اس نے جلدی مرنا چاہا، تو اس نے اپنی تلوار کی دھار کو سیدھا کرکے اپنے سینے کے درمیان رکھا، پھر اس پر اپنا وزن ڈال دیا، یہاں تک کہ وہ تلوار اس کے مونڈھوں کے درمیان سے نکل گئی (اور اس کا کام تمام ہوگیا) پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک بندہ کوئی عمل کرتا رہتا ہے، لوگ اس کو جنت والوں کا عمل سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ جہنم والوں میں سے ہوتا ہے، اور بندہ کوئی عمل کرتا رہتا ہے، لوگ اس کو جہنم والوں کا عمل سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ جنت والوں میں سے ہوتا ہے، اور بس اعمال کا دارومدار خاتموں پر ہے (بخاری)

وہ خودکشی کرنے والا آدمی جہاد والا عمل بڑے اہتمام سے کررہا تھا، جو بظاہر اس کے جنتی ہونے والا عمل تھا، لیکن اس نے اپنا خاتمہ، خودکشی کرکے کیا، جو جہنمیوں والا عمل ہے، اس لیے وہ جہنم کا مستحق ٹھہرا، کیونکہ اعمال کا دارومدار خاتمہ والی حالت پر ہوتا ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم قَالَ" :إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ (موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان، رقم الحديث ١٨٢٥)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بس اعمال کا دارومدار خاتموں پر ہے (موارد الظمآن)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنَّهُ لَمَكْتُوبٌ فِي الْكِتَابِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَإِذَا كَانَ قَبْلَ مَوْتِهِ تَحَوَّلَ فَعَمِلَ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَمَاتَ، فَدَخَلَ النَّارَ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، وَإِنَّهُ لَمَكْتُوبٌ فِي الْكِتَابِ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَإِذَا كَانَ

قَبْلَ مَوْتِهِ تَحَوَّلَ، فَعَمِلَ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَمَاتَ فَدَخَلَهَا (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ٢٤٧٦٢)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی جنت والوں کا عمل کرتا رہتا ہے، لیکن وہ کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) میں (اپنے خاتمہ والے عمل کی وجہ سے) جہنم والوں میں سے لکھا ہوا ہوتا ہے، پس جب موت سے پہلے کا وقت ہوتا ہے، تو وہ اپنی حالت کو بدل دیتا ہے، پھر وہ جہنم والوں کا عمل کرتا ہے، اور اسی حالت میں مرجاتا ہے، پھر وہ جہنم میں داخل ہوجاتا ہے، اور ایک آدمی جہنم والوں کا عمل کرتا رہتا ہے، لیکن وہ کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) میں (اپنے خاتمہ والے عمل کی وجہ سے) جنت والوں میں سے لکھا ہوا ہوتا ہے، پس جب موت سے پہلے کا وقت ہوتا ہے، تو وہ اپنی حالت کو بدل دیتا ہے، پھر وہ جنت والوں کا عمل کرتا ہے، اور اسی حالت میں مرجاتا ہے، پھر وہ جنت میں داخل ہوجاتا ہے (مسند احمد)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ، قَالَ: "إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ فِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا -أَوْ قَالَ: أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، قَالَ وَكِيعٌ: لَيْلَةً- ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ الْمَلَكَ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ: عَمَلُهُ، وَأَجَلُهُ، وَرِزْقُهُ، وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ، فَوَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ، إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، فَيَكُونُ مِنْ أَهْلِهَا، وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَيَكُونُ مِنْ

أَهْلِهَا (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ٤٠٩١)

ترجمہ: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان کی، جو کہ سچے ہیں، اور آپ کی تصدیق بھی کی گئی ہے کہ تمہاری خلقت کو ماں کے پیٹ میں چالیس دن یا چالیس رات تک جمع رکھا جاتا ہے، پھر اتنے ہی دن وہ جما ہوا خون ہوتا ہے، پھر اتنے ہی دن وہ گوشت کا لوتھڑا ہوتا ہے، پھر (یعنی چار مہینے گزرنے پر) اللہ عزوجل اس کے پاس (اپنے مستقبل کے علم کی روشنی میں) ایک فرشتے کو چار کلمات کو دے کر بھیجتا ہے، ایک تو اس کے عمل کو، دوسرے اس کی عمر کو، تیسرے اس کے رزق کو، چوتھے اس کے بد بخت یا نیک بخت ہونے کو، پھر اس میں روح کو پھونک دیا جاتا ہے، پس قسم ہے اس ذات کی، جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں کہ تم میں سے کوئی شخص جنت والوں کا عمل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے، پھر اس پر کتاب کا فیصلہ (جو اللہ نے اپنے علم کی روشنی میں اس کے بد بخت ہونے کے متعلق لکھ دیا ہے) سبقت کر جاتا ہے، پھر اس کا اختتام جہنم والوں کے عمل پر ہوتا ہے، اور وہ جہنم والوں میں سے ہو جاتا ہے، اور تم میں سے کوئی شخص جہنم والوں کا عمل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے، پھر اس پر کتاب کا فیصلہ (جو اللہ نے اپنے علم کی روشنی میں اس کے نیک بخت ہونے کے متعلق لکھ دیا ہے) سبقت کر جاتا ہے، پھر اس کا اختتام جنت والوں کے عمل پر ہوتا ہے، اور وہ جنت والوں میں سے ہو جاتا ہے (مسند احمد)

کسی بھی انسان کا نیک بخت یا بد بخت ہونا، اس کے اس اختیاری عمل کی وجہ سے ہوتا ہے، جو اللہ نے اس کو عطا فرما رکھا ہے، اسی کی بنا پر وہ اپنے جنتی یا جہنمی ہونے کا عمل کرتا ہے، اور اللہ نے اپنے اس علم کی روشنی میں، جو ہر شخص کے مستقبل کے متعلق، اللہ کو حاصل ہے، اس کے نیک بخت یا بد بخت ہونے کا فیصلہ لکھا ہوتا ہے، اللہ کے لکھنے کی وجہ سے کوئی اپنے اختیار کے دخل کے بغیر، جنتی یا جہنمی ہونے پر مجبور نہیں ہوتا، لیکن اللہ کا فیصلہ، اس کے پختہ علم کی روشنی میں ہوتا ہے، جس کی خلاف

ورزی اس لیے ممکن نہیں کہ اللہ کا علم کامل ومکمل اور پختہ ہے، اسی کو حدیث میں ''اللہ کے فیصلے کے سبقت لے جانے'' سے تعبیر کیا گیا ہے، جس پر کوئی شبہ نہیں ہونا چاہیے۔

بہرحال مذکورہ حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ انسان مرنے سے پہلے جو عمل کرتا ہے، اور اس عمل پر فوت ہوتا ہے، اسی کا اعتبار ہوتا ہے۔

انس رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَعْجَبُوا بِأَحَدٍ، حَتَّى تَنْظُرُوا بِمَ يُخْتَمُ لَهُ،فَإِنَّ الْعَامِلَ يَعْمَلُ زَمَانًا مِنْ عُمْرِهِ، أَوْ بُرْهَةً مِنْ دَهْرِهِ، بِعَمَلٍ صَالِحٍ، لَوْ مَاتَ عَلَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ، ثُمَّ يَتَحَوَّلُ فَيَعْمَلُ عَمَلًا سَيِّئًا، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ الْبُرْهَةَ مِنْ دَهْرِهِ بِعَمَلٍ سَيِّءٍ، لَوْ مَاتَ عَلَيْهِ دَخَلَ النَّارَ، ثُمَّ يَتَحَوَّلُ فَيَعْمَلُ عَمَلًا صَالِحًا، وَإِذَا أَرَادَ اللهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا اسْتَعْمَلَهُ قَبْلَ مَوْتِهِ "، قَالُوا :يَا رَسُولَ اللهِ وَكَيْفَ يَسْتَعْمِلُهُ؟ قَالَ "يُوَفِّقُهُ لِعَمَلٍ صَالِحٍ، ثُمَّ يَقْبِضُهُ عَلَيْهِ (مسند الإمام أحمد بن حنبل، رقم الحديث ۱۲۲۱۴)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کسی کی حالت سے خوش نہ ہو، جب تک تم یہ نہ دیکھ لو کہ اس کا خاتمہ کس حالت پر ہوتا ہے، پس ایک عمل کرنے والا اپنی عمر کے ایک زمانے تک یا ایک لمبے عرصے تک، ایسا نیک عمل کرتا رہتا ہے کہ اگر وہ اس پر فوت ہوجائے، تو جنت میں داخل ہوجائے، لیکن پھر وہ اپنی حالت کو بدل لیتا ہے، اور برا عمل کرتا ہے (اور پھر اسی پر فوت ہوجاتا ہے) اور ایک عمل کرنے والا اپنی عمر کے ایک زمانے تک یا ایک لمبے عرصے تک، ایسا برا عمل کرتا رہتا ہے کہ اگر وہ اس پر فوت ہوجائے، تو جہنم میں داخل ہوجائے، لیکن پھر وہ اپنی حالت کو بدل لیتا ہے، اور نیک عمل

کرتا ہے (اور پھر اسی پر فوت ہوجاتا ہے) اور جب اللہ کسی بندے کے ساتھ (اس کے کسی نیک عمل یا اور کسی حکمت کی وجہ سے) خیر کا ارادہ فرماتا ہے، تو اس کو موت سے پہلے استعمال فرمالیتا ہے، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ، اس کو موت سے پہلے کیسے استعمال فرمالیتا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ اس کو نیک عمل کی توفیق عطا فرمادیتا ہے، پھر اس کو اسی حالت پر وفات دے دیتا ہے (مسند احمد)

موت سے پہلے نیک عمل کی توفیق کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے سابقہ گناہ اور اپنی سابقہ حالت سے توبہ واستغفار کرلیتا ہے، اور نیک عمل اختیار کرلیتا ہے، جس کی وجہ سے اس کو ''حسنِ خاتمہ'' کی نعمت حاصل ہوجاتی ہے۔

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ کسی کے مومن یا کافر اور صالح یا فاسق وغیرہ ہونے کا دارومدار اس کے خاتمے والے عمل پر ہوتا ہے، یعنی جس حالت پر انسان کی موت واقع ہوتی ہے، اسی حالت کے اعتبار سے مرنے کے بعد اس کے ساتھ معاملہ کیا جائے گا۔

لیکن چونکہ کسی انسان کو اپنی موت کا وقت معلوم نہیں، اور کسی بھی انسان کو، کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ موت آسکتی ہے، اس لیے ہر انسان کو اپنے تمام اوقات میں موت کا احتمال سمجھ کر ڈرنا چاہیے، اور توبہ واستغفار اور نیک اعمال کا اہتمام رکھنا چاہیے۔

اقبال ٹریڈرز
ہمارے ہاں پلاسٹک، اسٹیل، آفس فرنیچر اور کمپیوٹر ٹیبل کی ورائٹی دستیاب ہے
اس کے علاوہ المونیم کی کھڑکیاں اور دروازے، سیلنگ، بلائنڈز، وال پیپر، ونائل فلور ٹائل بھی دستیاب ہیں
بالمقابل چوک کوہاٹی بازار مری روڈ راولپنڈی
فون 5962705--5503080

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

''وقتِ عصر وعشاء'' کے متعلق شاہ ولی اللہ کا موقف

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''المسویٰ شرح الموطأ'' میں فرماتے ہیں:

وما ذکر من ذلک مذهب الشافعی وصاحبی ابی حنیفة ، وعلیٰ قولهما الفتویٰ عند اصحابه، وخالفهم ابو حنیفة فی اول وقت العصر، فقال: هو بعد ان یبلغ ظل کل شیئ مثلیه ، واول وقت العشاء، فقال: هو بعد ان یغیب الشفق الابیض (المسویٰ شرح الموطأ، الجزء الاول، ص ۱۰۹ ،باب الاوقات التی یستحب فیها اداء الصلوات الخمس ، وهی اوائل اوقاتها ، مطبوعة:دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان)

ترجمہ: اور(احادیث کے حوالے سے اوقاتِ نماز کے متعلق)جو کچھ ذکر کیا گیا، وہ امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کے دونوں اصحاب (یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد) کا مذہب ہے،اورحنفیہ کے نزدیک ان دونوں (یعنی امام ابو یوسف اورامام محمد) کے قول پر فتویٰ ہے، اورعصر کے وقت کی ابتداء میں امام ابوحنیفہ کا مذکورہ حضرات سے اختلاف ہے، چنانچہ امام ابوحنیفہ کا فرمانا یہ ہے کہ عصر کا وقت، ہر چیز کا سایہ دو مثل ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے، اور امام ابوحنیفہ کا عشاء کے ابتدائی وقت میں بھی مذکورہ حضرات سے اختلاف ہے، چنانچہ امام ابوحنیفہ کا فرمانا یہ ہے کہ عشاء کا ابتدائی وقت شفقِ ابیض کے غروب ہونے کے بعد ہوتا ہے (المسویٰ)

اورحضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ اپنی کتاب ''المصفیٰ شرح الموطأ'' میں فرماتے ہیں:

وآنچہ دریں آثار مذکور شد مذہب شافعی است، وہمان ست مذہب ابو یوسف وامام محمد، وعلیٰ قولهما الفتویٰ عندالحنفیة، وابوحنیفہ درروایتِ مشہورہ مخالفت اینہا کردہ

دراول وقتِ عصر وآنرا از بلوغ سایہ ہر چیز بمقدار دو چندان آنچیز مقرر ساختہ، ودراول وقت عشاء آنرا بعد غیبوبہ شفقِ ابیض مقرر کردہ (المصفیٰ شرح الموطأ، الجزء الاول، ص۷۴، باب الاوقات التی یستحب فیہا اداء الصلوات الخمس، وہی اوائل اوقاتہا، مطبوعہ: مطبع فاروقی، دہلی)

ترجمہ: اور جو کچھ ان احادیث وروایات میں مذکور ہے، وہ امام شافعی کا مذہب ہے، اور امام ابو یوسف اور امام محمد کا مذہب بھی یہی ہے، اور حنفیہ کے نزدیک ان دونوں حضرات کے قول پر ہی فتویٰ ہے، اور امام ابو حنیفہ کی مشہور روایت کے مطابق اس میں اختلاف ہے، چنانچہ ان کے نزدیک عصر کا ابتدائی وقت اس وقت شروع ہوتا ہے، جب ہر چیز کا سایہ دوگنا ہو جائے، اس کے اصلی سائے کے علاوہ، اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک عشاء کا ابتدائی وقت، شفقِ ابیض کے غروب کے بعد مقرر ہے (المصفیٰ)

یہ بات ملحوظ رہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مشہور قول کے مطابق ظہر کی نماز کا وقت اس وقت ختم اور عصر کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے، جبکہ کسی چیز کا سایہ، اصلی سایہ کے علاوہ دوگنا ہو جائے، جس کو فقہی زبان میں ''مثلین'' بھی کہا جاتا ہے، اور اس وقت کو ''عصرِ حنفی'' اور ''عصرِ ثانی'' سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

جبکہ حنفیہ میں سے امام ابو یوسف، امام محمد اور شافعیہ، حنابلہ اور مالکیہ سب کے نزدیک ظہر کا وقت اس وقت ختم اور عصر کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے، جبکہ کسی چیز کا سایہ، اصلی سایہ کے علاوہ ایک گنا ہو جائے، جس کو ''ایک مثل'' اور اس وقت کو ''عصرِ شافعی'' اور ''عصرِ اول'' سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ [1]

---

[1] وأما نهاية وقت الظهر فجمهور الفقهاء، ومعهم الصاحبان، إلى أن آخر وقت الظهر بلوغ ظل الشيء مثله سوى فيء الزوال، لحديث إمامة جبريل المتقدم وفيه :أنه صلى به الظهر في اليوم الثاني حين صار ظل كل شيء مثله .

وأما عند أبي حنيفة :حين يبلغ ظل الشيء مثليه سوى فيء الزوال :والمراد بفيء الزوال :الظل الحاصل للأشياء حين تزول الشمس عن وسط السماء، وسمي فيئا؛ لأن الظل رجع إلى المشرق بعد أن كان في المغرب، ويختلف ظل الزوال طولا وقصرا وانعداما باختلاف الأزمنة والأمكنة .وكلما بعد المكان من خط الاستواء كلما كان فيء الزوال أطول، وهو في الشتاء أطول منه في الصيف. واستدل أبو حنيفة على أن آخر وقت الظهر بلوغ ظل الشيء مثليه سوى فيء الزوال، بما روى عنه صلى الله عليه وسلم أنه قال :إنما بقاؤكم فيما سلف قبلكم من الأمم كان بين صلاة العصر إلى غروب الشمس أوتي أهل التوراة التوراة فعملوا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بجائے جمہور کے قول کو راجح قرار دیا ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ، نے بھی اپنے ایک فتویٰ میں اسی کو راجح قرار دیا ہے۔

چنانچہ وہ ایک فتوے میں فرماتے ہیں کہ:

وقتِ مثل بندہ کے نزدیک زیادہ قوی ہے، روایاتِ حدیث سے ثبوت مثل کا ہوتا ہے، دومثل کا ثبوت حدیث سے نہیں، بناءً علیہ ایک مثل پر عصر ہوجاتی ہے، گو احتیاط دوسری روایت میں ہے (فتاویٰ رشیدیہ مبوب، صفحہ ۳۱۵، کتاب الصلاۃ، باب نماز کے وقتوں کا بیان)

اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک شفقِ ابیض کے غروب ہونے پر مغرب کا وقت ختم اور عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے، جبکہ صاحبین ودیگر فقہاء کے نزدیک شفقِ احمر کے غروب پر مغرب کا وقت ختم اور عشاء کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔ [1]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾حتى انتصف النهار عجزوا، فأعطوا قيراطا قيراطا .ثم أوتي أهل الإنجيل الإنجيل فعملوا إلى صلاة العصر ثم عجزوا فأعطوا قيراطا قيراطا، ثم أوتينا القرآن.

فعملنا إلى غروب الشمس، فأعطينا قيراطين قيراطين، فقال :أهل الكتابين :أى ربنا، أعطيت هؤلاء قيراطين قيراطين، وأعطيتنا قيراطا قيراطا ونحن كنا أكثر عملا؟ قال :قال الله عز وجل :هل ظلمتكم من أجركم من شيء ، قالوا :لا .قال :فهو فضلي أوتيه من أشاء .

دل الحديث على أن مدة العصر أقل من مدة الظهر ولا يكون ذلك إلا إذا كان آخر وقت الظهر المثلين.

واستدل لأبي حنيفة كذلك بحديث أبي سعيد قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :أبردوا بالظهر، فإن شدة الحر من فيح جهنم والإبراد لا يحصل إلا إذا كان ظل كل شيء مثليه، لا سيما في البلاد الحارة كالحجاز. والمشهور في مذهب الشافعي أن الظهر له وقت فضيلة وهو أوله، ووقت اختيار إلى آخره، ووقت عذر لمن يجمع بين الظهر والعصر جمع تأخير، فيصلي الظهر في وقت العصر عند الجمع.

وذهب مالك إلى أن الوقت الاختياري للظهر إلى بلوغ ظل كل شيء مثله، ووقته الضروري حين الجمع بين الظهر والعصر جمع تأخير، فيصلي الظهر بعد بلوغ الظل مثله، إلى ما قبل غروب الشمس بوقت لا يسع إلا صلاة العصر (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۷، ص ۱۷۳، مادة "أوقات الصلاة")

[1] وقال ابو حنيفة رضي الله عنه الشفق البياض وكان ابو حنيفة يقول لا يفوت المغرب حتى يغيب الشفق (الابيض)ولكنه كان يكره تأخيرها اذا غاب الشفق (الاحمر)ويقول وقتها حتى يغيب الشفق (الابيض) (الحجة على اهل المدينة، ج ۱ ص ۸، اختلاف اهل الكوفة واهل المدينة في الصلوات والمواقيت)

فعند أبي حنيفة هو البياض ، وهو مذهب أبي بكر وعمر ومعاذ وعائشة رضي الله عنهم ، وعند أبي يوسف ومحمد والشافعي هو الحمرة ، وهو قول عبد الله بن عباس وعبد الله بن عمر رضي الله عنهم وهو رواية أسد بن عمرو عن أبي حنيفة (بدائع الصنائع، ج ۱ ص ۱۲۴) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک عشاء کا وقت کچھ دیر سے شروع ہوتا ہے، اور مغرب کا وقت کچھ دیر تک (یعنی شفقِ ابیض کے غروب تک) جاری رہتا ہے، اور دیگر جمہور فقہائے کرام کے نزدیک عشاء کا وقت کچھ پہلے شروع ہوجاتا ہے، اور مغرب کا وقت بھی کچھ پہلے (یعنی شفقِ احمر کے غروب پر) ختم ہوجاتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے مذکورہ مسئلہ میں بھی اپنا رجحان امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے علاوہ جمہور فقہائے کرام کی طرف ظاہر فرمایا ہے، اور حنفیہ کے اس پر فتویٰ ہونے کا بھی ذکر فرمایا ہے، جس کا بعض مشائخِ حنفیہ سے ذکر ملتا ہے۔ [1]

لہٰذا اگر کوئی اس کے مطابق عمل کرے، اور کسی چیز کا سایہ دوگنا ہونے سے پہلے، مگر ایک مثل ہوجانے کے بعد، عصر کی نماز پڑھے، یا شفقِ ابیض کے غروب ہونے سے پہلے، مگر شفقِ احمر کے غروب ہونے کے بعد عشاء کی نماز پڑھے، تو اس کی نماز کو درست قرار دیا جائے گا، اور اس پر بعض لوگوں کی طرف سے تشدد اور سختی کرنا درست نہیں ہوگا۔ چنانچہ حرمین شریفین میں بھی ایک مثل کے بعد عصر کی نماز ادا کی جاتی ہے، جس میں دنیا بھر کے زائرینِ حج وعمرہ شرکت کرتے ہیں۔ اور بعض اوقات سفر میں یا مثلاً ماہِ رمضان وغیرہ میں عشاء کی نماز شفقِ ابیض کے غروب ہونے سے کچھ پہلے، مگر شفقِ احمر کے غروب ہونے کے بعد ادا کرلی جاتی ہے، یا اس وقت میں اذان دے دی جاتی ہے، اس پر بعض لوگوں کی طرف سے اذان یا نماز کے ادا نہ ہونے کا حکم لگانا راجح معلوم نہیں ہوا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ يبدأ وقت العشاء حين يغيب الشفق بلا خلاف بين أبى حنيفة وصاحبيه، إلا أنهم اختلفوا فى معنى الشفق، فذهب أبو حنيفة إلى أن الشفق هو البياض الذى يظهر فى جو السماء بعد ذهاب الحمرة التى تعقب غروب الشمس، وذهب الصاحبان إلى أن الشفق هو الحمرة، وهو مذهب جمهور الفقهاء ، والفرق بين الشفقين يقدر بثلاث درجات(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۷،ص ۱۷۵ ،مادة " أوقات الصلاة")

[1] (ووقت الظهر من زواله) أى ميل ذكاء عن كبد السماء (إلى بلوغ الظل مثليه) وعنه مثله، وهو قولهما وزفر والأئمة الثلاثة .قال الإمام الطحاوى: وبه نأخذ .وفى غرر الأذكار: وهو المأخوذ به .وفى البرهان: وهو الأظهر لبيان جبريل .وهو نص فى الباب .وفى الفيض: وعليه عمل الناس اليوم وبه يفتى (الدر المختار) (قوله: إلى بلوغ الظل مثليه) هذا ظاهر الرواية عن الإمام نهاية، وهو الصحيح بدائع ومحيط وينابيع، وهو المختار غياثية واختاره الإمام المحبوبى وعول عليه النسفى وصدر الشريعة تصحيح قاسم واختاره أصحاب المتون، وارتضاه الشارحون، فقول الطحاوى وبقولهما نأخذ لا يدل على أنه المذهب، وما فى الفيض من أنه يفتى بقولهما فى العصر والعشاء مسلم فى العشاء فقط على ما فيه، وتمامه فى البحر(ردالمحتار، ج ۱ ص ۳۵۹، كتاب الصلاة)

www.idaraghufran.org

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

افادات وملفوظات

علمِ دین کے عنوان سے غیبت اور عیب جوئی

(17محرم الحرام1440ہجری)

غیبت، عیب جوئی، بدگمانی، بدزبانی، تحاسد وتباغض اور بے جاغصہ اور اسی طرح دوسرے کی تحقیر و تذلیل وغیرہ جیسی بداخلاقیوں کا ارتکاب دین یا علمِ دین کا عنوان لگا کر جائز نہیں ہوجاتا، مگر افسوس ہے کہ موجود دور میں بعض حضرات، دین یا علمِ دین کے عنوان سے اس قسم کی بداخلاقیوں کا تحریر و تقریر یا اور اپنی تدریس وغیرہ کے دوران ارتکاب کرتے ہیں، اور یہ ارتکاب بسا اوقات بڑے بڑے اصحابِ علم اور اولیائے کرام کی شان میں بھی لاشعوری طور پر ہوجاتا ہے، مثلاً امام شافعی یا دیگر فقہائے کرام یا دیگر اہلِ علم حضرات کی شان میں، جن سے کوئی علمی وفقہی اختلاف ہوجاتا ہے، خاص طور پر اگر کوئی صاحبِ علم، اپنا ہم عصر ہو، اس کی شان میں لب کشائی کرتے وقت شریعت کے اہم اصولوں کو نظر انداز کردیا جاتا ہے۔

اور زیادہ حیرت اس بات پر ہے کہ اس کو گناہ یا فعلِ منکر بھی نہیں سمجھا جاتا۔

موجودہ زمانے میں اس طرح کی بداخلاقیوں کی اصلاح بہت ضروری ہے۔

اختلافِ مسلک ومشرب کے باوجود محبت

(19محرم الحرام1440ہجری)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ ایک ملفوظ میں فرماتے ہیں کہ:

پہلے بزرگوں میں اختلافِ مشرب ومسلک کے ساتھ بھی باہمی تعلقات خوشگوار ہوتے تھے، ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرتے تھے، اور ایک آج کل کے لوگ ہیں کہ اتحادِ مشرب ومسلک کے باوجود بھی آپس میں محبت نہیں، تعلقات میں شگفتگی نہیں (ملفوظاتِ

حکیم الامت، ج۲۵، اسعد الابرار، ص۱۷۰، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت:
1424ہجری)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے جونقشہ کھینچا وہ واقعہ کے مطابق ہے، واقعی پہلے زمانے میں سلف کے اختلاف کا طریقہ یہی تھا کہ وہ مسلکی ومشربی اختلاف کے باوجود ایک دوسرے سے خوشگوار تعلقات رکھتے تھے، اور ایک دوسرے سے محبت والفت کا رشتہ رکھتے تھے، ان کے ظرف اور دل بڑے وسیع تھے، اور اس کی وجہ ایمانی اخوت تھی، قرآن وسنت میں تمام مسلمانوں کو خواہ اس کا تعلق مسلمانوں کے کسی بھی فرقہ ومسلک سے ہو، یہاں تک کہ وہ اہلُ السنۃ والجماعۃ سے خارج کیوں نہ ہو، بشرطیکہ مومن ہو، ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا گیا ہے، اور ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کو ایذاء رسانی سے بچنے کا حکم فرمایا گیا ہے، اسی طرح ایک دوسرے کا تمسخر کرنے، عیب جوئی وعیب گوئی کرنے اور غیبت وتجسس اور بدگمانی وغیرہ کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

لیکن اب بہت سے لوگوں کے دل بڑے تنگ ہوگئے ہیں، ذرا ذرا سے اختلاف کی وجہ سے آپس میں عداوتیں اور دشمنیاں قائم کرلی جاتی ہیں، جبکہ بہت سے اختلاف اجتہادی نوعیت کے ہوتے ہیں، اور بعض اختلافات تو اس نوعیت کے بھی نہیں ہوتے، بلکہ صرف طبیعتوں اور مزاجوں کے اختلاف پر مبنی ہوتے ہیں، جوکہ محمود اختلاف ہے، اسی کو کسی نے کہا ہے کہ:

گلہائے رنگارنگ سے ہے زینتِ چمن　　　اے کاش اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

افسوس کہ اب بہت سے حضرات کی طرف سے دینِ اسلام کے نام پر تحریر وتقریر کی صلاحیتوں کو ایک دوسرے کو دبانے، نیچا دکھانے اور ایک دوسرے سے تحزب وتعصب اختیار کرنے بلکہ ایک دوسرے کی تذلیل وتحقیر میں صرف کیا جاتا ہے۔

ایسے حالات میں حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی اس دعا کے کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ . وَیَسِّرْ لِیْ أَمْرِیْ . وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ. یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ (سورة طٰہٰ، رقم الآیات ۲۵ الی ۲۸)

غیر اصلاح یافتہ شیخ سے تعلق

(20 محرم الحرام 1440 ہجری)

ایک مشہور شیخِ طریقت ہیں، ایک مرتبہ انہوں نے بندہ سے فرمایا کہ میں نے آپ کو اجازت دے دی ہے، جبکہ میرا باضابطہ طور پر ان سے اصلاحی تعلق بھی نہ تھا، لیکن بندہ ان کا غیر معمولی عقیدت مند تھا، بندہ نے ان کے حکم کی تعمیل میں اپنے بعض احباب کو اس کی اطلاع بھی کر دی۔

لیکن کچھ عرصہ کے بعد جب بندہ پر ان کے اخلاق واعمال کی حالت منکشف ہوئی، تو بندہ کو حیرت ہوئی، اور دکھ بھی ہوا کہ ان کی تو اپنے اخلاق کی اصلاح نہیں ہوئی، اور ان کو تو خود اپنی اصلاح کی ضرورت ہے۔ رہا ان کو بعض مصلحین کی طرف سے خلافت واجازت حاصل ہونے کا مسئلہ تو بعض بزرگ حسنِ ظن کی بنیاد پر یا ظاہری حالت پر یا آئندہ اصلاح کی توقع پر یا اس وقت کی عملی حالت کے مطابق خلافت واجازت دے دیتے ہیں، ان کو آئندہ کے حالات کا علمِ غیب نہیں ہوتا۔

بعض اوقات مرید بھی اپنی باطنی حالت چھپا لیتا ہے، یا پھر خلافت واجازت دینے کے بعد عملی حالت میں تبدیلی آجاتی ہے۔

علاوہ ازیں کسی کی طرف سے خلافت واجازت کا ملنا، شریعت کے احکام اور اصولوں پر چلنے سے اہم نہیں ہے کہ شرعی احکام کو نظر انداز کر کے صرف خلافت واجازت کو سند بنا کر بیٹھ جائیں، اور شریعت کے باقی احکام سے آنکھیں بند کر لی جائیں، یہ طرزِ عمل درست نہیں۔

بہر حال جب بندہ نے ان بزرگ کی متعدد اخلاقی خرابیوں کا مشاہدہ کیا، تو ان سے اجازت کے اپنے ساتھ قائم ومنسوب کرنے میں خیر محسوس نہیں ہوئی، اس لیے بندہ نے ان کی طرف نسبت کو ترک کر دیا۔

اور اپنے مخصوص حلقۂ احباب کو بھی اس سے مطلع کر دیا، کیونکہ اس طرح کے مشائخ سے تعلق ونسبت بعض اوقات فائدہ کے بجائے نقصان دہ ہو جاتی ہے، البتہ انسان کو اپنی اصلاح سے بھی غافل نہیں ہونا چاہیے، اور کسی مستند ومعتبر شیخ سے اصلاحی تعلق قائم رکھنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہر قسم کے فتنوں سے حفاظت فرمائے۔ آمین۔

www.idaraghufran.org

تحزب اور گروہ بندی کا مرض

(25محرم الحرام1440ہجری)

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ ایک ملفوظ میں فرماتے ہیں کہ:

آج کل تحزب (جماعت بندی) کا مرض بڑھ گیا ہے، کوئی اپنے کو خلیلی، کوئی رشیدی، کوئی قاسمی کوئی محمدی، یہاں تک کہ کوئی اشرفی لکھتا ہے، فرمایا کہ کوڑی کا تو ہے نہیں، بنتا ہے اشرفی (ملفوظاتِ حکیم الامت، ج۲۶، الکلام الحسن، ص۲۱۲، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت:1425ہجری)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے سچ فرمایا، آج کل تحزب اور گروہ بندی کا مرض بہت سے اہلِ علم حضرات میں بھی بہت بڑھ گیا ہے، چھوٹی چھوٹی جماعتیں بنا کر ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہیں۔

یہاں تک کہ ذرا ذرا سی باتوں پر جن میں تاویل بہت آسان ہے، ایک دوسرے کے خلاف کفر کے فتاویٰ واحکام صادر کیے جاتے ہیں، اور بہت سی باتیں تو سراسر خلافِ حقیقت اور بدگمانی پر مبنی ہوتی ہیں، جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔

دراصل بات یہ ہے کہ ہر مسلک والا یہ کوشش کرتا ہے کہ اس کی زیادہ سے زیادہ طاقت ورفوج تیار ہو، جو دوسرے مسلک والوں کے خلاف صف آراء ہو، اور بعض لوگوں نے تو دین کو ایک پیشہ سمجھ کر اختیار کرلیا ہے، اور عوام کو اپنا گاہک سمجھ لیا ہے، ان کی ہمہ دَم یہ کوشش رہتی ہے کہ یہ گاہک کسی طرح دوسرے کے یہاں نہ چلے جائیں، ہمارے کاروبار اور پیشہ کے ساتھ ہی وابستہ رہیں، اس لیے وہ دوسرے مسلک والوں کی عیب جوئی کرتے ہیں، اور اپنے مسلک واہلِ مسلک کی خوبیاں بیان کرتے ہیں، جس طرح مختلف تاجر اپنی مصنوعات کی خوبیاں اور دوسروں کی مصنوعات کی برائیاں بیان کرتے ہیں، استغفر اللہ! کہ ان لوگوں نے دین کو بھی دنیا کمانے کا ذریعہ بنالیا۔ لاحول ولاقوۃ الاباللہ

ظالم حکمرانوں کے ساتھ بے تمیزی اور عدمِ تشدّد

(29محرم الحرام1440ہجری)

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ ایک ملفوظ میں فرماتے ہیں کہ:

www.idaraghufran.org

ہم نے اپنے بزرگوں کو اس رنگ پر پایا ہے کہ ظالم حکام کے ساتھ بھی بے تمیزی اور تشدد سے پیش نہ آتے تھے (ملفوظاتِ حکیم الامت، ج ۲۴، مجالسِ حکیم الامت، ص ۳۳۹، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخ اشاعت: 1422 ہجری)

مذکورہ بزرگوں کا مذکورہ طرزِ عمل احادیث وسنت کے مطابق ہے، کیونکہ احادیث میں ظالم حکمرانوں کے ساتھ بھی اچھے سلوک کا حکم آیا ہے۔

مگر آج کل عوام تو کیا بہت سے علماء کو بھی ان چیزوں کا خیال نہیں، وہ ہر وقت حکمرانوں کے خلاف زبان درازی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، بلکہ بعض اہلِ علم اور مقتدا حضرات نے تو عوام کو حکمرانوں کے خلاف بے تمیزی پر ابھارنے اور حکومت کے خلاف تشدد کا مظاہرہ کرنے کو ہی اصل مشغلہ بنالیا، اور دین کی صحیح خدمت سمجھ لیا ہے۔

یہ طرزِ عمل احادیث وسنت اور فقہائے کرام کی تصریحات سے مَیل نہیں کھاتا۔

اس سلسلے میں احادیث وسنت سے رہنمائی حاصل کرنے کی ضرورت ہے، بندہ نے اس طرح کا کچھ مواد اپنی تالیف ''سیاست وحکومت'' میں ذکر کردیا ہے۔

051-4455301
051-4455302

Sweet Palace

سویٹ پیلس

SWEET PALACE

Satellite Town plaza, 4th B Road,
Commercial Market, Satellite Town,
Rawalpindi. (Pakistan)

مقالات و مضامین

مولانا شعیب احمد

اپنی اصلاح کی فکر

ہمارے ہاں جب چند ہم مزاج لوگ مل بیٹھیں تو عموماً ایک موضوعِ سخن دوسروں کے عیوب کا تذکرہ اور تشہیر بھی ہوتا ہے۔ بالخصوص موجودہ زمانے میں سوشل میڈیا کے کوچے میں ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے کا وہ طوفان بپا ہے کہ الامان والحفیظ۔ دوسروں پر نکتہ چینی اور تنقید کا یہ سیلاب کسی خیر خواہی اور بھلائی کے جذبے پر مشتمل نہیں، بلکہ اس کا مقصد فقط دوسروں کے عیوب کی تشہیر اور اپنے مسلمان بھائی کی تذلیل وتحقیر ہوتا ہے۔ یہ ہماری محافل ومجالس کا ایک عمومی منظر ہے۔

جبکہ قرآن وحدیث میں اس بات سے منع فرمایا گیا ہے کہ اپنی اصلاح کی فکر چھوڑ کر دوسروں کے عیوب کو اچھالا جائے اور ان کی تشہیر کی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

"يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ" (سورة المائدة، رقم الأية: ١٠٥)

"اے ایمان والو! تم پر اپنی فکر کرنا لازم ہے، کسی کی گمراہی تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی، بشرطیکہ تم خود ہدایت پر ہو، اللہ ہی کی طرف تم سب کا لوٹنا ہے، سو وہ تمہیں بتلائے گا جو کام تم کیا کرتے تھے" (سورہ مائدہ)

مذکورہ آیت اس امر میں واضح ہے کہ کسی دوسرے کی گمراہی ہمارے لیے نقصان دہ اور مضر نہیں ہے، بس اتنی شرط ہے کہ ہم خود سیدھی راہ پر عازم سفر ہوں اور ہمارے اپنے قدم صراطِ مستقیم پر ہوں۔ [1] لیکن ہمارا معاملہ اس کے برعکس یہ ہے کہ خود چاہے برائی کے جس تحت الثریٰ میں بھی پڑے ہوئے

[1] ملحوظ رہے کہ اس آیت سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا سقوط ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کی نفی ہوتی ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تو خود ایک فریضہ ہے۔ اس آیت سے مقصود اور مراد لوگوں کے عیوب اور برائی کی کھوج اور ان کی تشہیر سے روکنا ہے۔ تفصیل کے لیے کتبِ تفسیر ملاحظہ فرمائیے۔

www.idaraghufran.org

ہوں، اورخود خواہ عیوب کی دلدل میں کتنے ہی دھنسے ہوئے کیوں نہ ہوں، لیکن دوسروں کی معمولی غلطی پر بھی نکتہ چینی اور تنقید کو ہم اپنا حق سمجھتے ہیں۔

ہمارے دین نے ہمیں اپنی اصلاح کرنے کا حکم دیا ہے۔ جبکہ ہم اپنی اصلاح سے غافل ہو کر دوسروں کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ ہماری مثال بجا طور پر اس شخص کی سی ہے جسے دوسروں کے نزلے جیسی معمولی بیماری کی تو بہت فکر ہے، لیکن خود کو لاحق کینسر جیسے موذی مرض سے وہ غافل ہے۔ ہمارا حال بقولِ شاعر کچھ یوں واقع ہوا ہے ؎

آئینہ دوسروں کی جانب ہے ۔۔۔ اپنی صورت نظر نہیں آتی

حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ اپنی اصلاح کرنا ہمارے بس میں ہے، اور دوسرے کی اصلاح کرنا ہمارے اختیار میں نہیں ہے، ہاں دوسرے پر جس قدر اختیار ہو اور جتنا موقع ہو اس حد تک برائی کی نشاندہی کرنا اور مناسب طریقہ پر اس سے منع کرنا، یہ ہم کر سکتے ہیں اور ہمیں کرنا چاہیے۔ لیکن محض تنقید، غیبت، عیب جوئی، نکتہ چینی یا طعن و تشنیع تو اصلاح نہیں، بلکہ شرعاً ممنوع، باعثِ گناہ اور دل آزار کارروائیاں ہیں۔ اسی لیے دوسروں کے عیوب اچھالنا اور ان پر طعن و تشنیع کرنا درحقیقت اپنا وقت اور صلاحیتیں برباد کرنے کے مترادف ہے۔ اس سے بڑھ کر اس عمل کا نقصان بزبانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہوتا ہے کہ:

" إِذَا قَالَ الرَّجُلُ: هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ " (صحیح مسلم، رقم الحدیث : ۲۶۲۳، کتاب البر والصلة والآداب، باب النهی عن قول هلک الناس)

''جب کوئی شخص کہے کہ لوگ برباد و خراب ہو گئے، تو وہ خود زیادہ برباد و خراب ہوتا ہے'' (مسلم)

جو شخص دوسروں کے عیوب بیان کرتا ہے اور دوسروں کی خرابیوں کا تذکرہ کرتا ہے، اس حدیث کی رو سے وہ خود عیوب اور خرابیوں میں زیادہ مبتلا ہے۔ نیز کل بروزِ قیامت ہم سے اصلاً اپنی ذات اور ذمہ داریوں کے بارے میں سوال ہوگا دوسرے کی نہیں، اور نہ ہی دوسروں کے گناہوں کا بوجھ ہمارے اوپر لادا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ" (سورة البقرة، رقم الأية: ۱۳۴)

"وہ ایک قوم تھی جو گزر چکی، اس کے لیے وہی ہے جو اس نے کمایا، اور تمہارے لیے وہی ہے جو تم نے کمایا، اور تم سے ان کے اعمال کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا" (بقرہ)

ہم سے ہمارے اعمال کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔ لہٰذا یہ دیکھنے کی بجائے کہ فلاں کیا کر رہا ہے اور فلاں میں کیا برائی ہے، یہ دیکھنا چاہیے کہ میں کیا کر رہا ہوں اور مجھ میں کیا خرابیاں ہیں؟ دوسروں پر عیب چینی کے بجائے اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیے۔

آپ امت کے بہترین گروہ یعنی صحابۂ کرام کے حالات پڑھیں، ان کی سیرت وسوانح میں جابجا ملتا ہے کہ ان حضرات کو ہر لمحہ اپنی اصلاح کی فکر رہتی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ روتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حیرت سے پوچھا کہ ماجرا کیا ہے؟ جس پر وہ کہنے لگے کہ حنظلہ تو منافق ہو گیا۔ کیونکہ ہم جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے ہیں تو ہمارا عالَم یہ ہوتا ہے کہ گویا جنت وجہنم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں۔ لیکن جب ہم آپ علیہ السلام کی مجلس سے اٹھ جاتے ہیں تو پھر اپنی بیویوں اور دیگر امورِ دنیا میں مشغول ہو کر اکثر باتیں بھول جاتے ہیں۔ یہ بات سنتے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی فکر ہونے لگی، اور وہ بول اٹھے کہ خدا کی قسم یہ کیفیت تو میری بھی ہے۔ دونوں حضرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا معاملہ پیش کرنے کے لیے چل دیے۔ بارگاہِ نبوت میں پہنچ کر انہوں نے اپنا حال عرض کیا، جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

"لَوْ تَدُومُونَ عَلَى الْحَالِ الَّتِي تَقُومُونَ بِهَا مِنْ عِنْدِي لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ فِي مَجَالِسِكُمْ، وَفِي طُرُقِكُمْ، وَعَلَى فُرُشِكُمْ، وَلَكِنْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَسَاعَةً" (سنن الترمذی بأسناد صحیح، رقم الحدیث: ۲۵۱۴، أبواب صفة القيامة والرقائق والورع)

"اگر تم مسلسل اسی حالت پر قائم رہو جو میرے پاس سے اٹھتے وقت تمہاری ہوتی ہے، تو

فرشتے تمہاری مجلسوں، تمہارے راستوں اور تمہارے بستروں پر تم سے مصافحہ کرنے لگیں، لیکن حنظلہ موقع موقع کی بات ہوتی ہے‘‘(ترمذی)

یہ ایک قصہ فقط مثال کے طور پر عرض کردیا، ورنہ صحابہ کے حالات میں اس طرح کے بے شمار واقعات مل جائیں گے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کے دل میں اپنی اصلاح کا جذبہ پوری طرح موجزن تھا اور دوسروں کے عیوب اچھالنا ان کا وطیرہ نہ تھا۔ان کا عمل ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔ ہمیں بھی اپنے سامنے آئینہ رکھنا ہوگا۔تاکہ ہم اپنے عیوب جان کر ان کا ازالہ کرسکیں۔

تاہم اس عمل میں یہ سوچ رکاوٹ بن جاتی ہے کہ صرف ایک میرے ٹھیک ہونے سے کیا ہوگا؟ لیکن واقعہ یہ ہے کہ جب ایک فرد ٹھیک ہوگا تو اس کی دیکھا دیکھی اس کے متعلقین کو بھی اپنی اصلاح کی فکر اور اشتیاق پیدا ہوگا۔ جیسے چراغ سے چراغ جلتے ہیں، ایسے ہی ایک سے دوسرا اور دوسرے سے تیسرا انسان اصلاح کو قبول کرے گا، اور یوں رفتہ رفتہ معاشرے میں سدھار پیدا ہوگا۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم میں سے ہر شخص آج یہ عہد کرے کہ میں آئندہ دوسروں کے عیوب نہیں اچھالوں گا، میں دوسرے پر طعن وتشنیع نہیں کروں گا اور میں آج کے بعد اپنی اصلاح کی فکر اور اپنی درستگی کا سامان کروں گا۔

دوسروں کے عیوب کو چھپانے اور دوسروں کی غلطیوں سے درگزر کرنے پر اللہ کی طرف سے بندے کو وہ انعام ملتا ہے کہ جس کی ہر انسان کو نہ صرف حاجت اور ضرورت ہے، بلکہ ہر شخص ہی اس کا متمنی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

’’ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا، سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ‘‘ (مسلم، رقم الحديث: ٢٦٩٩، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر)

’’جس کسی نے اپنے مسلمان بھائی کی عیب پوشی کی، تو اللہ دنیا وآخرت میں اس کی عیب پوشی فرمائے گا‘‘(مسلم)

ظاہر ہے کہ عیوب سے خالی تو کوئی انسان بھی نہیں۔آج ہم اگر کسی کی عیب جوئی کرتے ہیں تو ہم

www.idaraghufran.org

کون سا عیوب سے پاک اور معصوم عن الخطاء ہیں؟ پھر کل کو ہماری خامیاں اور عیوب بھی زبانِ زد عام ہوں گے، جو یقیناً ہمارے لیے باعثِ رسوائی ہوگا۔لہٰذا عافیت اسی میں ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کے عیوب پر پردہ رکھا جائے، تاکہ اللہ کی طرف سے ہمارے عیوب پر بھی پردہ برقرار رہے اور آخرت میں بھی ہم رسوائی سے محفوظ رہ سکیں۔

TOYOTA
GENUINE PARTS
حافظ احسن: 0322-4410682
HONDA
GENUINE PARTS
اشرف آٹوز
ٹویوٹا اور ہنڈا کے جینین اور رپلیسمنٹ باڈی پارٹس دستیاب ہیں
حافظ الیاس   حافظ اسامہ
گلی نمبر 6، ہاری سٹریٹ، منٹگمری پارک، لاہور
0313-4410682
0333-4410682
4318-C
چوک گوالمنڈی، راولپنڈی
Ph:051- 5530500
5530555
ashrafautos.rawalpindi@gmail.com
Join us f on ashrafautos.rawalpindi

بسلسلہ: ارکانِ اسلام

حج کا طریقہ

حج کرنے کا صحیح طریقہ، اور حج سے متعلق مختلف کوتاہیوں اور غلط فہمیوں کا ازالہ

حج کے مناسک سے متعلق مفصل احکام، احرام اور اس سے متعلق احکام، حج کی تینوں قسموں کے احکام، منیٰ، مزدلفہ، عرفات، رَمی، طواف، سعی، حلق وقصر، زمزم، حرمین شریفین، مسجدِ حرام، مدینہ منورہ، اور مسجدِ نبوی سے متعلق احکام

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

www.idaraghufran.org

بسلسلہ :تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ ربیع الآخر:نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ ربیع الآخر ۸۰۱ھ: میں حضرت محمد بن علی بن یعقوب نابلسی حلبی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔
(طبقات الشافعیة لابن قاضی الشبہة ، ج۴ص۵۷)

□......ماہِ ربیع الآخر ۸۰۲ھ: میں حضرت شیخ الشیوخ احمد بن اسحاق بن عاصم بن محمد بن نظام الدین اصبہانی حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(المنہل الصافی والمستوفی بعد الوافی لیوسف بن تغری ، ج ۱ ص۲۳۷)

□......ماہِ ربیع الآخر ۸۰۳ھ: میں حضرت تقی الدین عبداللطیف بن احمد بن عمر مصری شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج۲ص۱۴۸)

□......ماہِ ربیع الآخر ۸۰۳ھ: میں حضرت قاضی القضاۃ ابوعبداللہ محمد بن محمد بن عبدالبر بن یحییٰ بن علی انصاری خزرجی سبکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(طبقات الشافعیة لابن قاضی الشبہة ، ج۴ص۶۱)

□......ماہِ ربیع الآخر ۸۰۳ھ: میں حضرت جمال الدین عمر بن عبداللہ بن عمر بن داؤد دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(طبقات الشافعیة لابن قاضی الشبہة ، ج۴ص۴۳)

□......ماہِ ربیع الآخر ۸۰۵ھ: میں حضرت سعد بن اسماعیل بن یوسف بن یعقوب بن سرور بن نصر بن محمد نواوی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(طبقات الشافعیة لابن قاضی الشبہة ، ج۴ص۲۵)

□......ماہِ ربیع الآخر ۸۰۷ھ: میں حضرت جمال الدین ابومحمد عبداللہ بن محمد بن ابراہیم نحریری مالکی حلبی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج۲ص۵۵)

□......ماہِ ربیع الآخر ۸۰۹ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر بن عبدالعزیز بن محمد بن ابراہیم بن سعداللہ بن جماعۃ کنانی حموی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(طبقات الشافعیة لابن قاضی الشبہة ، ج۴ص۵۰)

□......ماہِ ربیع الآخر ۸۱۵ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن اسماعیل بن خلیفہ بن عبدالعالی حسبانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔
(طبقات الشافعیة لابن قاضی الشبہة ، ج۴ص۱۱،المنہل الصافی والمستوفی بعد الوافی لیوسف بن تغری ، ج ۱ ص۲۴۳)

www.idaraghufran.org

□...... ماہِ ربیع الآ خر ۸۱۵ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن اسماعیل بن خلیفہ بن عبدالعالی حسبانی دمشقی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۱ ص ۲۹۶)

□...... ماہِ ربیع الآ خر ۸۱۹ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان بن عمر تونسی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (بغیة الوعاة فی طبقات اللغویین والنحاة للسیوطی، ج ۱ ص ۳۲)

□...... ماہِ ربیع الآ خر ۸۲۷ھ: میں حضرت قاضی شہاب الدین احمد بن علی بن احمد بن عبدالعزیز بن قاسم مالکی نویری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (المنهل الصافي والمستوفي بعد الوافي ليوسف بن تغرى، ج ۱ ص ۴۰۱)

□...... ماہِ ربیع الآ خر ۸۳۴ھ: میں حضرت ابوالفداء اسماعیل بن ابی الحسن بن علی بن عبداللہ برماوی مصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (طبقات الشافعية لابن قاضى الشبهة، ج ۴ ص ۸۷)

□...... ماہِ ربیع الآ خر ۸۳۶ھ: میں حضرت شیخ بدرالدین حسن بن ابی بکر بن احمد قدسی حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (بغیة الوعاة فی طبقات اللغویین والنحاة للسیوطی، ج ۱ ص ۵۰۱)

□...... ماہِ ربیع الآ خر ۸۳۷ھ: میں حضرت جمال الدین محمد بن علی بن محمد بن ابی بکر شیبی مکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (طبقات الشافعية لابن قاضى الشبهة، ج ۴ ص ۱۰۶)

□...... ماہِ ربیع الآ خر ۸۴۰ھ: میں حضرت شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن صلاح بن محمد بن عثمان اموی مصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (طبقات الشافعية لابن قاضى الشبهة، ج ۴ ص ۸۴)

□...... ماہِ ربیع الآ خر ۸۴۲ھ: میں حضرت حافظ شمس الدین محمد بن ابی بکر بن عبداللہ بن محمد دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (طبقات الحفاظ للسیوطی، ص ۵۵۰)

عُمرہ کے فضائل واحکام

عُمرہ کی فضیلت، عمرہ کا درجہ، عمرہ کے آداب، عمرہ کا طریقہ، عمرہ کے احرام، اوراس کی پابندیوں کا حکم، طواف، سعی اور حلق وقصر کے احکام، عمرہ سے متعلق تفصیلی احکام اور حرمین شریفین، مکہ مکرمہ، ومدینہ منورہ سے متعلق پیش آنے والے مسائل واحکام

مصنف: مفتی محمد رضوان

www.idaraghufran.org

علم کے مینار   اسلامی فقہ کی ابتدائی تاریخ وترویج (قسط7)   مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

فقہ اسلامی کی تدوین وترویج میں خواتین کا حصہ (حصہ دوم)

علامہ ابنِ قیم رحمہ اللہ نے فقہاءِ صحابہ کی تعداد، اور صحابۂ کرام کی علمی وعملی شان اور روایتِ حدیث و افتائے فتاویٰ کے سلسلہ میں تیسری قسم ''اصحابِ مقلون'' کا ذکر کیا ہے کہ جن کا علم وآراء، فتاویٰ و اجتہادات ''اصحابِ متوسطون'' سے تو کم ہیں، لیکن اگر ان حضرات کے فتاویٰ وآثار کو جمع کیے جائے، تو ایک جزو یا ایک چھوٹے کتابچے میں سما سکتے ہے، جن میں سے بعض ایسے حضرات بھی ہیں کہ جن سے کسی مسئلہ میں صرف ایک یا دو فتاوٰی منقول ہیں۔

اور اس طبقہ میں فقیہ ومحدث صحابہ کے قدم بقدم کثیر تعداد میں صحابیات بھی شامل ہیں، جس میں درجِ ذیل صحابیات کے نام آتے ہیں:

(1)...... ام المومنین حضرت صفیہ (2)...... ام المومنین حضرت حفصہ (3)...... ام المومنین حضرت اِم حبیبہ (4)...... ام المومنین حضرت جویریہ (5)...... ام المومنین حضرت میمونہ (6)...... ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ (7)...... ام المومنین حضرت زینب بنتِ خزیمہ (8)...... ام المومنین حضرت زینب بنت جحش (9)...... خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہراء (10)......حضرت اِم عطیہ (11)......حضرت اسماء بنتِ ابی بکر (12)...... حضرت اِم شریک (13)...... حضرت اِم درداء (14)......حضرت عاتکہ بن زید (15)......حضرت فاطمہ بنتِ قیس (16)...... حضرت لیلیٰ بنتِ قائف (17)......حضرت حولاء بنتِ تویت (18)......حضرت سہلہ بنتِ سہیل (19)...... حضرت اِم سلمہ (20)...... حضرت زینب بنتِ اِم سلمہ (21)...... حضرت اِم ایمن (22)...... حضرت اِم یوسف (23)...... حضرت غامدیہ

www.idaraghufran.org

رضی اللہ عنھن اجمعین.

ام المومنین حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما کا ذکر مبارک گزشتہ قسط میں گزر چکا، اور اس طرح یہ کل پچیس (25) صحابیات بنتی ہیں (ایک آدھ ان میں تابعات بھی ہیں) اسلام کی ان باکمال خواتین کے علم وفضل کا شہرہ ''صدر الاسلام'' کے اس ''عہدِ میمون'' میں صحابہ وتابعین میں عام تھا، جو کہ دینی علم میں وافر حصہ رکھتی تھیں، اور ان سے متعدد احادیث وروایات بھی منقول ہیں۔

(اعلام الموقعین، ج ۱، ص ۱۰ الی ۱۲)

صحابیات علمِ حدیث کے میدان میں

آگے کی سطور میں مذکورہ صحابیات کے کچھ مختصر حالات ذکر کیے جاتے ہیں۔

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا مکمل نام ''صفیة بنت حیی بن أخطب بن سعیة'' ہے، آپ امہات المومنین میں سے ہیں، آپ اہلِ مدینہ میں سے تھیں۔

بعض روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا نام ''زینب'' تھا، صفیہ کا مطلب ہے ''انتخاب کی ہوئی، چناؤ کی ہوئی، منتخب شدہ'' جس کا واقعہ یہ ہے کہ ''کنانة بن الربیع النضری'' جو کہ یہودی شاعر تھا، اسلام لانے سے قبل آپ کا شوہر تھا، جو کہ جنگِ خیبر میں مارا گیا، مگر آپ اسلام لے آئیں، اور مالِ غنیمت میں سے خمس کے طور پر جو نبی کا مخصوص حصہ شریعت میں مقرر ہے:

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ (انفال، آیت ۴۱)

اس حیثیت سے غزوۂ خیبر کے غنائم سے یہ اللہ کے رسول ﷺ کو ملیں تھیں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو آزاد فرمایا، اور پھر آپ سے نکاح فرمایا، اور اس طرح ازواجِ مطہرات کی صف میں داخل ہوگئیں، اور اس طرح آپ کا نام ''صفیہ'' مشہور ہوگیا۔

زمانۂ جاہلیت میں آپ کا خاندان حسب ونسب کے اعتبار سے اونچے مرتبے اور عزت والا شمار ہوتا

تھا، آپ کے والد ''حیی بن اُخطب'' یہودیوں کے قبیلہ بنونضیر کے سردار تھے، کا نسب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی، حضرت ہارون علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔

سنن ترمذی اور دیگر کتبِ حدیث میں ایک واقعہ کے ذیل میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا تھا کہ:

وَإِنَّکِ لَابْنَةُ نَبِيٍّ، وَإِنَّ عَمَّکِ لَنَبِيٌّ، وَإِنَّکِ لَتَحْتَ نَبِيٍّ، فَفِيمَ تَفْخَرُ عَلَيْکِ؟ (ترمذی، رقم الحدیث ۳۸۹۴)

ترجمہ: تم ایک نبی کی بیٹی ہو (یعنی حضرت ہارون علیہ السلام) اور تیرا چچا بھی نبی ہے (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام) اور تم ایک نبی کی بیوی ہو (یعنی نبی علیہ الصلاۃ والسلام) وہ کس بات میں تم سے فخر کرسکتی ہیں (مراد دوسری ایک زوجۂ مطہرہ) (ترمذی)

شرعی احکام ومسائل کی رہنمائی میں امت کو آپ سے خیر کثیر حاصل ہوا، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں، اور آپ سے روایت کرنے والوں میں آپ کے بھتیجے، علی بن حسین، مسلم بن صفوان، اسحاق بن عبداللہ اور دیگر حضرات کے نام شامل ہیں، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ''اپنی مسند'' میں آپ سے مروی دس احادیث کو جمع کیا ہے، آپ کی وفات رمضان ۵۰ھ میں ہوئی۔

(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۴، ص ۳۴۲، تحت الترجمة: صفية ام المومنين، سير اعلام النبلاء، ج۲، ص ۲۳۲، الهداية والإرشاد في معرفة أهل الثقة والسداد، المعروف به ''رجال صحيح البخاري''، ج۲، ص ۸۴۴، تحت رقم الترجمة: ۱۴۲۴)

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا، خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں، آپ کا مکمل نام ''حفصہ بنت عمر بن خطاب'' ہے، نیک صالح خاتون اور امہات المومنین میں سے ہیں، والدہ کا نام ''زینب بنتِ مظعون'' ہے۔

آپ ہجرت سے 18 سال قبل مکہ میں پیدا ہوئیں، پہلے آپ صحابی رسول حضرت خنیس بن حذافة سہمی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، پھر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب نبوت عطا کی گئی، تو آپ دونوں میاں بیوی مشرف بہ اسلام ہوئے، چنانچہ آپ نے اپنے خاوند کے ساتھ مدینہ کی سطرف

www.idaraghufran.org

ہجرت کی، حضرت خنیس بن حذافہ سہمی جنگِ بدر میں بھی شریک ہوئے، مگر اس دوران ان کا انتقال ہوگیا، اس کے بعد 2یا3 ہجری میں آپ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے نکاح میں آ گئیں۔

آپ کے نکاح کا واقعہ کتبِ احادیث میں تفصیل کے ساتھ منقول ہے۔

چنانچہ ''صحیح بخاری'' میں آپ کے بھائی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حفصہ بنت عمر کے خاوند خنیس بن حذافہ، جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں، کا انتقال ہوگیا (اور حضرت حفصہ بیوہ ہوگئیں) تو میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ کے پاس آیا، میں نے حفصہ کا نکاح ان سے کرنا چاہا، تو حضرت عثمان نے کہا میں غور وفکر کر کے جواب دوں گا، میں کئی دن ٹھہرا رہا، پھر حضرت عثمان مجھ سے ملے، اور کہنے لگے کہ مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابھی میں دوسرا نکاح نہ کروں، حضرت عمر فرماتے ہیں کہ پھر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا، میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں، تو میں آپ کا نکاح حفصہ بنتِ عمر سے کر دیتا ہوں، پس حضرت ابوبکر خاموش ہوگئے، اور مجھے کوئی جواب نہ دیا، مجھے اس بات پر پہلے سے بھی زیادہ رنج ہوا، میں پھر کچھ دن کے لیے خاموش ہوگیا، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا پیغام بھیجا، میں نے فوراً حضرت حفصہ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا، پھر (چند دن بعد) حضرت ابوبکر مجھ سے ملے، اور فرمایا کہ شاید میرا آپ کو جواب نہ دینا، ناگوار گزرا ہوگا، میں نے کہ ہاں (مجھے واقعی رنج پہنچا تھا) (یہ سن کر) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کو اس لیے جواب نہیں دیا تھا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ذکر کی تھی (اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے اپنے لیے نکاح کے متعلق مشورہ کیا تھا) اور میں نہیں چاہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس راز کو فاش کروں (اس لیے میں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا) اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کا ارادہ ترک کر دیتے، تو میں

ضرور ان سے نکاح کر لیتا (بخاری، حدیث نمبر5122)

اورآپ کوایک اہم اعزاز یہ بھی حاصل ہے کہ جنگِ یمامہ میں جب کثیر تعداد میں قراء صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوگئے، تو حضرت عمر اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کے حکم مطابق کاتبِ وحی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کا پہلا نسخہ یکجا طور پر لکھا تھا، تو وہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بعد ان کے پاس امانت رکھا گیا تھا، بعد میں جب حضرت عمر اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے زمانے میں فتوحات کا سلسلہ دور دراز کے علاقوں تک پھیلتا گیا، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صحابہ کے مشورہ سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے قرآن مجید کا یہ نسخہ منگوایا، اور اس کو دیکھ کر مزید نسخے تیار کیے گئے، اور باقاعدہ اشاعت کر کے سارے عالمِ اسلام میں اس کو بھیج دیا گیا، اور مصحفِ عثمانی کے نام سے یہی قرآن مجید ہے، جو گزشتہ چودہ سو سال سے امت کے پاس ہے۔ [1]

مذکورہ اعزاز کے علاوہ بھی شرعی احکام و مسائل کے ضمن میں آپ سے امت کو کافی حصہ پہنچا، چنانچہ آپ نبی علیہ السلام سے روایت کرتی ہیں، اور اپنے والد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کرتی ہیں، اور آپ سے روایت کرنے والوں میں آپ کے بھائی ابنِ عمر رضی اللہ عنہ، آپ کے بیٹے حمزہ اور ان کی اہلیہ صفیہ بنت عبید، ام بشر انصاریہ، عبداللہ بن صفوان عبدالرحمٰن بن حارث و دیگر کے نام شامل ہیں۔

صحیح بخاری و مسلم میں آپ سے مروی روایات کی تعداد تقریباً60، اور امام احمد بن حنبل نے بھی اپنی ''مسند'' میں آپ کی تقریباً50 مرویّات کو نقل کیا ہے۔

آپ کی وفات (علی الاختلاف)45یا پھر41ہجری میں ہوئی۔

(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٦، ص ٣٤٦، تحت الترجمة: حفصة، 18ق هـ 45هـ، تهذيب التهذيب لابن حجر، ١٢، ص ٤١٠، تحت رقم الترجمة: ٢٧٤٣، الثقات لابن حبان، ج٣، ص ٩٨، تحت رقم الترجمة: ٣٢٧، سير اعلام النبلاء، ج٢، ص ٢٢٧ و ٢٢٨)

(جاری ہے............)

---

[1] مصحفِ عثمانی کے اس طرح جمع کرنے کا یہ واقعہ کتبِ حدیث میں تفصیل کے ساتھ منقول ہے۔
(بخاری، رقم الحدیث ٤٩٨٦، ٤٩٨٧، باب جمع القرآن)

www.idaraghufran.org

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط33) مفتی محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

عمر رضی اللہ عنہ کا صدقہ کردہ چیز خریدنے کا ارادہ کرنا

بعض احادیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو ایک گھوڑا عنایت فرمایا تھا، عمر رضی اللہ عنہ نے وہ گھوڑا اللہ کے راستہ میں دیدیا، بعد میں عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ اُن کا اللہ کے راستہ میں دیا ہوا گھوڑا آگے فروخت کیا جارہا ہے، تو عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں معلوم کیا کہ کیا وہ گھوڑا میں واپس خریدلوں؟ جس کے جواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو وہ گھوڑا خریدنے اور اپنے صدقہ کردہ گھوڑے کو واپس لینے سے منع کردیا۔

چنانچہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ عُمَرَ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ لَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَعْطَاهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَحْمِلَ عَلَيْهَا رَجُلًا، فَأُخْبِرَ عُمَرُ أَنَّهُ قَدْ وَقَفَهَا يَبِيعُهَا، فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبْتَاعَهَا، فَقَالَ: لاَ تَبْتَعْهَا، وَلاَ تَرْجِعَنَّ فِي صَدَقَتِكَ (بخاری، رقم الحدیث ٢٧٧٥، باب وقف الدواب والكراع والعروض والصامت)

ترجمہ: عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنا ایک گھوڑا اللہ کی راہ میں سواری کے لئے دے دیا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیا تھا، پھر عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ اُن کا صدقہ (وہدیہ) کردہ گھوڑا (بازار میں) بیچا جارہا ہے، اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی اجازت طلب کی کہ اپنے گھوڑے کو (واپس) خریدلیں، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ اس کو خریدو، اور اپنے صدقہ (وہدیہ) کو واپس نہ لو (بخاری)

www.idaraghufran.org

اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ عَتِيقٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَأَضَاعَهُ صَاحِبُهُ، فَظَنَنْتُ أَنَّهُ بَائِعُهُ بِرُخْصٍ، فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: لَا تَبْتَعْهُ، وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ، فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي صَدَقَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ (مسلم، رقم الحديث "١"١٦٢٠)

ترجمہ: میں نے اللہ کے راستہ میں ایک آدمی کو ایک گھوڑا ہبہ (یعنی ہدیہ) کیا، اس آدمی نے اس گھوڑے کو ضائع کر دیا (یعنی اس گھوڑے کا خیال نہ رکھا) میں نے سوچا کہ وہ اس گھوڑے کو سستا فروخت کر دے گا (اس لئے میں ہی اس گھوڑے کو خرید لیتا ہوں) تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں مشورہ کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس گھوڑے کو مت خریدو، اور اپنے صدقہ (وہبہ) کو واپس مت لو، کیونکہ صدقہ دے کر واپس لینے والے کی مثال اُس کتے کی طرح ہے، جو قئے (یعنی اُلٹی) کر کے اسے دوبارہ چاٹ لے (مسلم)

اور بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ:

لَا تَشْتَرِهِ وَإِنْ أَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ وَاحِدٍ فَإِنَّ العَائِدَ فِي صَدَقَتِهِ كَالكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ (بخارى، رقم الحديث٢٦٢٣، لا يحل لأحد أن يرجع فى هبته وصدقته)

ترجمہ: اس گھوڑے کو مت خریدو، اگرچہ وہ آدمی آپ کو ایک درہم میں ہی وہ گھوڑا فروخت کر دے، اس لئے کہ صدقہ دے کر واپس لینے والے کی مثال اُس کتے کی طرح ہے، جو قئے (یعنی اُلٹی) کر کے اسے دوبارہ چاٹ لے (بخاری)

اس طرح کا مضمون حضرت ابنِ عباس اور ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔ [1]

---

[1] عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ (بخارى، رقم الحديث ٢٦٢١)

عن ابن عمر وابن عباس، عن النبى – صلى الله عليه وسلم – قال: " لا يحل لرجل أن يعطى عطية أو يهب هبة فيرجع فيها، إلا الوالد فيما يعطى ولده، ومثل الذى يعطى العطية، ثم يرجع فيها كمثل الكلب يأكل، فإذا شبع قاء ثم عاد فى قيئه (ابو داؤد، رقم الحديث ٣٥٣٩، إسناده صحيح)

www.idaraghufran.org

بعض دوسری احادیث میں بھی ہبہ وصدقہ کردہ چیز کو واپس لینے کی مذمت اور اس حوالہ سے مزید تفصیل بیان ہوئی ہے۔

چنانچہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

عَـنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَثَلُ الَّذِى يَسْتَرِدُّ مَا وَهَبَ كَـمَثَـلِ الْـكَلْبِ يَقِىءُ فَيَأْكُلُ قَيْئَهُ، فَإِذَا اسْتَرَدَّ الْوَاهِبُ فَلْيُوَقَّفْ فَلْيُعَرَّفْ بِمَا اسْتَرَدَّ ثُمَّ لِيُدْفَعْ إِلَيْهِ مَا وَهَبَ (ابوداؤد، رقم الحديث ۳۵۴۰، باب الرجوع فى الهبة، إسناده حسن)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کی مثال جو ہبہ کرنے کے بعد اس کی واپسی چاہے، اس کتے کی سی ہے جو قے کرنے کے بعد اپنی قے کو کھائے، پس جب ہبہ کرنے والا اپنی چیز واپس لے، تو اس سے واپس لینے کا سبب پوچھا جائے اور ہبہ واپس لینے کے بارے میں سمجھائے، پھر جو ہبہ اس نے کیا تھا اسے واپس کردے (ابوداؤد)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مذکورہ واقعہ اور اس مضمون پر مشتمل وارد ہونے والی مزید احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ اللہ کے راستہ میں کسی چیز کے صدقہ وہدیہ کرنے کے بعد اسے واپس لینا ناپسندیدہ عمل ہے۔ [1]

---

[1] وهـذا الـحـديـث ظـاهر فى أنه إذا رجع يرد عليه هبته كما هو مذهب أبى حنيفة رحمة الله عليه انتهى. وقـال بـعض الأعاظم فى تعليقات السنن قوله فليوقف هو على البناء للمفعول من الوقف كقوله تعالى وقفوهم إنهم مسؤولون أو من التوقيف أو الإيقاف فإن ثلاثتها بمعنى.

قال فى القاموس وشرحه وقف بالمكان وقفا ووقوفا فهو واقف دام قائما وكذا وقفت الدابة والوقوف خلاف الـجلوس ووقفته أنا وكذا وقفتها وقفا فعلت به ما وقف يتعدى ولا يتعدى كوقفته توقيفا وأوقفته إيقافا قال فى العين وإذا وقفت الرجل على كلمة قلت وقفته توقيفا انتهى. وهو أيضا على البناء للمفعول والتعريف الإعلام كما فى القاموس أيضا والمراد به ها هنا إعلامه مسألة الهبة كيلا يبقى جاهلا.

والـمـعـنى من وهب هبة ثم أراد أن يرتجع فليفعل به ما يقف ويقوم ثم ينبه على مسألة الهبة ليزول جهالته بأن يـقال له الواهب أحق بهبته ما لم يثب منها ولكنه كالكلب يعود فى قيئه فإن شئت فارتجع وكن كالكلب يعود فـى قيئه وإن شئت فدع ذلك كيلا تتشبه بالكلب المذكور فإن اختار الارتجاع بعد ذلك أيضا فليدفع إليه ما وهب والله أعلم انتهى (عون المعبود، تحت رقم الحديث ۳۵۴۰)

www.idaraghufran.org

جلد1

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...معینُ المفتی

(2)...رَفْعُ التَّشْکِیْکِ عَنْ حِیْلَۃِ التَّمْلِیْکِ

(3)...غیرحنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کاحکم

(4)...اَلْمَشَاکِلُ الْحَاضِرَۃُ فِیْ حُرْمَۃِ الْمُصَاھَرَۃِ

(5)...تحقیق طلاق بالکتابۃ والاکراہ

(6)...مجنوںؔ، غضبانؔ اور سکرانؔ کی طلاق

مصنّف

مفتی محمد رضوان

جلد2

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...صبح صادق وکاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق

(2)... کشفُ الغطاء عن وقتِ الفجر والعشاء

(3)...اشکالیات فلکیة وفقهیة حول تحدید مواقیت الصلاة.

(4)... کیفیةُ التحقق من صحة مواقیت الصلاة فی التقاویم.

مصنّف

مفتی محمد رضوان

جلد3

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...النظر والفکر فی مبدء السفر والقصر

(2)...بِدَایَۃُ السَّفَرِ وَالْقَصْرِ فِیْ حَالَۃِ الْحَضْرِ وَالْمِصْرِ

(3)...منعُ مبدءِ السفر قبل مبدءِ القصر

(4)...جڑواں شہروں (Twin cities) میں سفر و قصر کا حکم

(5)...محرَم کے بغیر سفر کا حکم

مصنّف

مفتی محمد رضوان

جلد4

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...خوارج سے متعلق احادیث کی تحقیق

(2)...کفار کے مخاطب بالفروع ہونے کا حکم

(3)...غیرُ اللہ کی نذر و نیاز و ذبح کا حکم

(4)...رویتِ باری تعالیٰ

(5)...قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کا حکم

(6)...خواب میں زیارتِ نبوی ﷺ کا حکم

(7)...محفلِ حُسنِ قرائت کا حکم

مصنّف

مفتی محمد رضوان خان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی

فون: 051-5507270

جلد5

علمی و تحقیقی رسائل

(1)... پاکستان کی موجودہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت

(2)... مقدس اوراق کا حکم

(3)... قرآن مجید کو بغیر وضو چھونے کا حکم

(4)... خیرُ بِقاعِ الارض کی تحقیق (یعنی شرعاً افضل ترین قطعۂ زمین کون سا ہے؟)

مصنّف

مفتی محمد رضوان خان

جلد6

علمی و تحقیقی رسائل

(1)... مجالسِ ذکر اور اجتماعی ذکر

(2)... جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق

مصنّف

مفتی محمد رضوان خان

جلد 7

علمی و تحقیقی رسائل

متبرک مقامات و آثار کے فضائل و احکام سے متعلق

13 علمی، فقہی و تحقیقی رسائل کا مجموعہ

مصنّف

مفتی محمد رضوان خان

جلد8

علمی و تحقیقی رسائل

(1)... اجتہادی اختلاف اور باہمی تعصب

(2)... تفرّد کی حقیقت

مصنّف

مفتی محمد رضوان خان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی

فون: 051-5507270

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

لال ٹماٹر!

پیارے بچو! ایک چھوٹا بچہ تھا، جس کا نام ارسلان تھا۔ وہ اپنے والدین کے ساتھ ایک چھوٹے سے گھر میں رہتا تھا۔ اسے اپنے کھلونوں سے کھیلنا بہت اچھا لگتا تھا۔ ایک دن اس کی امی کی طبیعت بہت زیادہ خراب تھی اور وہ بستر سے اٹھ نہیں سکتی تھیں۔ اب اتنی صبح بازار بھی بند تھے تو ارسلان کے والد نے ہی ناشتہ بنانا شروع کر دیا۔ ارسلان کے والد نے ارسلان کو بلایا اور کہا:

''میرے پیارے بیٹے! میں چاہتا ہوں کہ آج تم کام میں میرا تھوڑا سا ہاتھ بٹاؤ''

ارسلان نے اپنے والد سے کہا:

''جی ابا حضور! بتایئے کیا کام کروں؟''

ارسلان کے والد نے اسے ایک صاف کپڑا دیا اور کہا:

''میں چاہتا ہوں کہ تم ڈشیں اور برتن صاف کرنے میں میری مدد کرو اور ناشتے کے لیے دستر خوان لگاؤ''

ارسلان نے اپنے والد کا ہاتھ بٹایا اور برتن صاف کرنا شروع کر دیئے۔

ارسلان کے والد آملیٹ بنا رہے تھے اور اس کے لیے ٹماٹر کاٹ رہے تھے کہ ٹماٹر کم پڑ گئے۔ انہوں نے اپنے گھر کے باغیچے میں ٹماٹر لگائے ہوئے تھے۔ تو انہوں نے ارسلان سے کہا:

''باغیچے میں جاؤ اور جا کر دیکھو کہ اگر ٹماٹر پکے ہوئے ہوں تو اتنے لے آنا جو آملیٹ کے لیے کافی ہو جائیں''

ارسلان اس وقت تک برتن صاف کر چکا تھا۔ وہ کھڑکی کے پاس کھڑا ہوا اور باہر باغیچے میں جھانکنے لگا۔ اس نے اپنے والد سے کہا: ''میرے خیال سے ٹماٹر پک چکے ہیں، کیا میں انہیں توڑ لاؤں؟''

اس کے والد باغیچہ میں خود آئے اور انہوں نے دیکھا کہ واقعی بعض ٹماٹر پک چکے ہیں۔ انہوں نے ارسلان سے مسکراتے ہوئے کہا:

''جی ہاں صحیح! ہمارے پاس تو یہاں بعض ٹماٹر پکے ہوئے موجود ہیں''

یہ دیکھ کر ارسلان بھی باغیچہ میں آ گیا اور اس کے والد نے اسے کہا:

''اب ہم ٹماٹر توڑ سکتے ہیں آپ بھی ٹماٹر توڑو میں اندر سے ٹماٹر رکھنے کے لیے برتن لے آتا ہوں''

ارسلان کو ٹماٹر توڑنے میں بہت لطف محسوس ہوا اور اس نے ٹماٹر توڑنے شروع کر دیئے۔

اس نے اوپر سے توڑنا شروع کیا اور نیچے ایک کاغذ کا ورقہ رکھا اور اس پر ٹماٹر رکھنا شروع کر دیئے۔

جلد ہی ارسلان کے والد نے برتن لا کر اس کے سامنے رکھ دیا مگر اس نے اب تک کافی سارے ٹماٹر توڑ لیے تھے۔ارسلان کے والد نے اس کی طرف دیکھا اور تھوڑے سخت لہجے میں کہا:

''آپ نے سبز ٹماٹر کیوں توڑے ہیں؟ وہ ابھی پکے نہیں ہیں''

ارسلان کو تھوڑا سا ڈر لگا اور اس نے ٹماٹر توڑنا روک دیا۔ٹماٹر توڑنے کی خوشی کی شدت کی وجہ سے وہ یہ بھول گیا تھا کہ وہ سبز ٹماٹر بھی توڑ رہا ہے۔اسے اپنی اس حرکت پر شرم آ رہی تھی اور اس نے کہا:

''مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی''

ارسلان کے والد اس کے قریب ہوئے اور زمین پر اس کے قریب ہو کر بیٹھ گئے۔پھر اسے پیار سے کہا:''یہ مت کہو کہ آپ کو سمجھ نہیں آ رہی بلکہ جو کچھ بھی ہوا وہ آپ کی غلطی سے ہوا۔ہمیں صرف لال پکے ہوئے ٹماٹروں کی ہی ضرورت تھی،سبز ٹماٹروں کی نہیں لیکن کوئی بات نہیں یہ کچھ وقت بعد پک جائیں گے پھر ہم انہیں استعمال کر سکیں گے۔''

ارسلان نے اپنے والد سے کہا:''مجھے افسوس ہے، مجھے اس کا احساس نہ ہوا۔''

درحقیقت ارسلان کو بہت ندامت اور پشیمانی کا سامنا تھا اپنی اس حرکت پر جو اس نے سبز ٹماٹر توڑنے پر کی۔اس کے والد نے سبز ٹماٹروں کو ایک برتن میں رکھ کر دھوپ میں رکھ دیا اور کہا''اب پریشان مت ہو، جلد ہی یہ پک جائیں گے۔''

پھر اس کے والد نے اس سے کہا: چلو آ جاؤ ناشتہ کریں تمہاری والدہ بھی انتظار کر رہی ہوں گی۔''

پیارے بچو! جب غلطی ہو جائے تو ہڑبڑانا نہیں چاہیے بلکہ حقیقت کا سامنا کرنے کی ہمت اور غلطی تسلیم کرنے کا حوصلہ ہونا چاہئے، جس کے بعد آپ کو غلطی سمجھنے میں اور اسے صحیح کرنے میں آسانی ہوگی۔

www.idaraghufran.org

بزمِ خواتین (عورت کا تقدس اور حقوق نسواں کا فریب: قسط22) مفتی طلحہ مدثر

نفقہ میں خواتین کے اختیارات

معزز خواتین! پچھلی قسط میں اس بات پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی تھی کہ خواتین کے رہائش سے متعلق کیا اختیارات شریعت کی طرف سے ان کو دیے گئے ہیں، جس میں اس بات کا ذکر کیا گیا تھا کہ بیوی کو الگ گھر یا اس کی ایک منزل دینا جس میں شوہر کے گھر والوں کا کوئی عمل دخل نہ ہو، شوہر کی ذمہ داری ہے، اور اگر کوئی شوہر بیوی کو اپنی تنگدستی کی وجہ سے یہ حق نہیں دے سکتا اور بیوی اپنی رضامندی سے یہ حق چھوڑ دیتی ہے تو یہ اس کا احسان ہے، جس کی وجہ سے وہ عنداللہ ماجور ہوگی، لیکن اسکے فی الحال رضامند ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہمیشہ کے لیے اس کو اسی حال پر چھوڑ دیا جائے، اور اسکے لیے بنیادی حقوق کے انتظام کی کوشش اور جدوجہد سے غفلت برتی جائے، بلکہ آئندہ جب بھی بیوی اپنے اس حق کا مطالبہ کرے گی، شوہر کے ذمہ لازم ہوگا کہ وہ اس کا رہائش کے معاملے میں شرعی حق ادا کرے۔

گزشتہ سے پیوستہ

پیچھے ضمناً کچھ بحث جوائنٹ فیملی سسٹم سے متعلق بھی آ گئی تھی، جس پر بحث کیے بغیر رہائش سے متعلق حق کو سمجھنا مشکل ہوتا، اس لیے اس موضوع پر بھی مختصراً بحث کی تھی، لیکن جیسا کہ بندہ نے ذکر کیا تھا، کہ غیر قوموں کے ساتھ رہن سہن کی وجہ سے ان کی معاشرت کا ہم پر اتنا گہرا اثر پڑا کہ اب معاشرے کے کسی پہلو کی وضاحت کرنے اور اسلام کا نقطۂ نظر واضح ہونے پر لوگوں کو تعجب ہوتا ہے، پچھلی قسط میں چونکہ یہ بحث ضمناً تھی اس لیے کما حقہ احاطہ نہیں ہوسکا تھا، جس کی وجہ سے گزشتہ مضمون بعض احباب کے لیے باعثِ تشویش ہوسکتا تھا، لہٰذا بندہ کو ضروری محسوس ہوا کہ اس کی پوری طرح وضاحت کردوں، اس بات میں شک کی گنجائش نہیں کہ جوائنٹ فیملی سسٹم اسلام کا آئیڈیل نظامِ حیات نہیں ہے، بعض احباب کو اس حقیقت سے شدید جھٹکا لگتا ہے، چنانچہ اس پر دلائل تو بے

www.idaraghufran.org

شمار ہیں جن کا احاطہ تو درکنار مطالعہ بھی بعید محسوس ہوتا ہے، تمام صحابہ کا طرزِ عمل اور سیرت کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہوسکتی ہے، یہاں ہمارے لیے ایک بات قابلِ توجہ ہے، جس سے بنیادی غلط فہمی دور ہوسکتی ہے، وہ یہ کہ کسی نظام کا حصہ ہونا، مجبوراً اس نظام کا حصہ ہونا، اس سے نکلنے کے لیے اختیار و وسائل کا حاصل نہ ہونا، یا کسی بھی دیگر ضرورت کا پایا جانا الگ مسئلہ ہے، اور کسی نظام کا آئیڈیل ہونا جدا چیز ہے، چنانچہ یہ عین ممکن ہے کہ کسی فرد کے لیے جوائنٹ فیملی سسٹم سے نکلنا آسان نہ ہو، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ اس نظام کے گُن گانے لگیں اور اس کو اسلام کا نظامِ حیات قرار دیدیں، اس کو ایک مثال سے سمجھئے! جیسے ہمارے ملک پاکستان میں فی الحال جمہوری نظام رائج ہے، ہم سب لوگ اسی نظام کا حصہ ہیں، جن میں بڑے بڑے مفتیانِ عظام، شیوخ الحدیث، اصحاب منبر ومحراب، شعلہ بیاں واعظین، خانقاہوں کے صوفیاء بھی شامل ہیں، اور اسی نظام کے تحت حکمران کے انتخاب اور دیگر معاملاتِ زندگی سرانجام پا رہے ہیں، انتخابات کے موقع پر اسی نظام کے تحت سنجیدہ اہل علم کی طرف سے ووٹ کا حق صحیح شخص کے حق میں استعمال کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے، اور جو حضرات ووٹ ڈالنے سے گریز کرتے یا اس نظام کی مخالفت کرتے ہیں، وہ بھی اپنے اس طرزِ عمل یا مخالفت کے باوجود رہتے اس نظام کے تحت ہیں، اب بتائیے کہ اس سارے نظام میں جکڑے ہوئے ہونے کے باوجود کیا کوئی شخص یہ احمقانہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ مروجہ جمہوری نظام اپنے جملہ تصورات کے ساتھ اسلام کا ریاستی نظام ہے، یا مروجہ نظام ہماری ضروریات اور ترجیحات کا واحد حل ہے، یا یہ نظام آئیڈیل نظام ہے، ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہے، کسی نظام کے رواج پذیر ہونے میں اور اس کے مثالی نظام ہونے میں بہت فرق ہے۔

اب اسلامی نقطۂ نظر سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ کسی طرح بھی مروجہ مشترکہ خاندانی سسٹم اسلامی نظام نہیں ہے، اس کے دلائل بے شمار ہیں چند ایک درج ذیل سطور میں ملاحظہ فرمائیں، یہ بات تو یقینی ہے کہ ہمارے لیے نمونہ اور رول ماڈل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا (سورۃ احزاب ۲۱)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ سے اور یوم آخرت سے امید رکھتا ہو، اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو (احزاب)

مذکورہ آیت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو نمونہ بتایا جارہا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کریں تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک وقت میں نو ازواج مطہرات تھیں، اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ ممکن نہیں تھا کہ تمام ازواج کو ایک ہی گھر میں رکھا جائے؟ خصوصاً جبکہ گھر کی ذمہ داریوں میں بھی آج کل کے تکلفات کی طرح غیر ضروری چیزوں کے انبار نہیں تھے، کھانے پینے کی حالت یہ تھی کہ کئی کئی دن تک چولہا جلنے کی نوبت نہیں آتی تھی، لیکن اس کے باوجود بھی سب ازواج مطہرات کے لیے الگ الگ رہائش کا انتظام کیا گیا تھا، اگرچہ وہ انتہائی سادہ ہی کیوں نہ ہو، اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ الزہرہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ دونوں کے مربی اور سرپرست نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہی تھے، اس لیے یہ ممکن تھا کہ حضرت علی شادی کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ایک گھر میں رہائش اختیار کریں، لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رخصت کر کے حضرت علی کے گھر منتقل کیا گیا تاکہ یہ دونوں حضرات اپنی نجی زندگی میں آزادرہ سکیں، اسی طرح کیا وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام اجتماعی اور انفرادی زندگی کے ایک ایک مسئلہ پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالتا ہے لیکن ساس، سسر، دیور، جیٹھ، نند، بھاوج، دیورانی، جٹھانی جیسے رشتوں کا کوئی ذکر نہیں ملتا، اور ملتا بھی ہے تو منفی انداز میں جس میں دیور کو موت قرار دیا گیا ہے، وجہ ظاہر ہے کہ اسلام میں فیملی کا تصور میاں بیوی اور اولاد (زیرِ تربیت وزیرِ پرورش) کے تناظر میں ہے، مشترکہ خاندانی کے ادارے کی تشکیل مسلم معاشرے میں حویلی نما گھروں میں ہوا کرتی تھی، اس لیے ہماری فقہ اور تاریخ میں ''دار'' اور ''بیت'' کی دو اصطلاحیں یا تعبیرات ملتی ہیں ''دار'' دراصل ایک پورا احاطہ ہوتا تھا، اس کے اندر ایک کنبہ کا رہائشی ''بیت'' تھا، جیسے آج کل ایک بلڈنگ ہو، اور اس میں دسیوں فلیٹ ہوں، تو بلڈنگ ''دار'' کے بمنزلہ ہے، اور فلیٹ ''بیت'' کے درجہ میں، مذکورہ اور اس جیسے بے شمار دلائل کی بنیاد پر یہ بات عیاں ہے کہ مروجہ خاندانی نظام مثالی نظام نہیں ہے، اور جو اس کا دعوی کرے تو اس کے ذمہ ضروری ہے کہ اس کو

ثابت کرے، مجبوری یا غیر اختیاری صورت کا حکم الگ ہے۔

یہ بات پیشِ نظر رہے کہ میری مرادمروجہ نظام سے یہ ہے کہ جس میں ایک دوسرے کے نجی معاملات میں کھل کر دخل اندازی کرنے اور فطری آزادی سلب کرنے ،زوجین کے شرعی حقوق پامال کرنے اور دیگر شرعی ومعاشرتی خرابیاں لازم آتی ہیں،اگر کسی جگہ ان خرابیوں کا سدِ باب کرلیا جائے تو الگ بات ہے،لیکن ایسا گھرانہ آج تک راقم کی نظر سے نہیں گزرا جوان مفاسد سے بچا ہوا ہو۔

قابلِ توجہ بات

بعض جگہ یہ بات دیکھنے میں آتی ہے کہ کسی فرد کی اولاد مالی اعتبار سے کمزور ہوتی ہے،جس کی وجہ سے والد یا گھر کا کوئی دوسرا فرد ان کی مدد کرتا ہے اور اس مالی معاونت کی وجہ سے وہ اس چیز کو اپنا حق تصور کرتا ہے کہ وہ دوسرے کے نجی معاملات میں مداخلت کرے، یہ طریقہ غلط اور قابلِ اصلاح ہے،کسی سے ہمدردی کی بنیاد پر مالی معاونت کرنا اجر کا باعث ہے،اس پر صلی رحمی صدقہ اور بے شمار عظیم الشان فضائل ہیں،ان سب چیزوں کی شرعاً ترغیب تو دی گئی ہے پر لازم نہیں کیے گئے ،اگر آپ مالی معاونت ترک کردیں تو شرعاً بالکل قابل ملالت نہیں ،لیکن اگر کسی پر تبرع واحسان کیا جائے اور پھر اس کو جتلایا بھی جائے یا ایذا رسانی سے کام لیا جائے اور اس احسان کے بدلے یہ توقع رکھی جائے کہ دوسرا شخص ہمارے ہر جائز وناجائز بات پر سر تسلیم خم کرے،تو یہ نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق ہے،اس سے بہتر ہے کہ مالی معاونت کی ہی نہ جائے تا کہ دوسروں کو ایذا پہنچانے کی نوبت نہ آئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَوْلٌ مَعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِنْ صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا أَذًى وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَلِيمٌ (سورة البقرة،۲۶۳)

ترجمہ:بھلی بات کہہ دینا اور درگزر کرنا اس صدقے سے بہتر ہے جس کے بعد کوئی تکلیف پہنچائی جائے اور اللہ بڑا بے نیاز، بہت بردبار ہے۔(بقرہ)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو نیکی واحسان کرنے میں اخلاص عطا فرمائے اور گزشتہ کی گئی نیکیوں کو محفوظ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین (جاری ہے......)

گناہوں کی نحوست سے انسان، رزق سے محروم کردیا جاتا ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ: لَا تَسْتَبْطِئُوْا الرِّزْقَ ، فَإِنَّهُ لَمْ يَكُنْ عَبْدٌ يَمُوْتُ حَتّٰى يَبْلُغَهُ آخِرُ رِزْقٍ هُوَ لَهُ ، فَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ فِي الْحَلَالِ ، وَتَرْكِ الْحَرَامِ (صحيح ابنِ حبان)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم رزق کو حاصل کرنے میں زیادہ تکلف اختیار نہ کرو، کیونکہ کوئی بندہ بھی ایسا نہیں، جو اپنے مقدر کا آخری رزق پائے بغیر فوت ہوجاتا ہو، لہٰذا تم حلال رزق کو طلب کرنے میں اور حرام رزق کو چھوڑنے میں اجمالی کوشش کرلو (ابنِ حبان، حدیث نمبر3241)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيْبُهُ (موارد الظمآن، رقم الحديث 1090)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک آدمی رزق سے محروم کردیا جاتا ہے، اس گناہ کی (نحوست کی) وجہ سے جس کو وہ اختیار کرتا ہے (موارد الظمآن)

معلوم ہوا کہ گناہ کی نحوست اور حرام وناجائز طریقوں سے رزق میں بے برکتی اور نیک عمل اور توبہ واستغفار سے رزق میں برکت پیدا ہوتی ہے۔

Savour Foods®
● RAWALPINDI
Gordon College Road
Tel: 5532556-8,Fax: 5531923
● ISLAMABAD
Blue Area
Tel:2348097-9
● Lahore
Shama Chowk
Ferozpur Road
Tel: 37422635,37422640
● Pindi Cricket Stadium
Tel:4855019 , 4855021
● Melody Food Park
Tel:2873300
www.savourfoods.com.pk

رمضان میں کثرت سے عبادت، سخاوت اور نیک اعمال کی اہمیت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَادَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ شَدَّمِئْزَرَهُ ثُمَّ لَمْ يَأْتِ فِرَاشَهُ حَتّٰى يَنْسَلِخَ (شعب الایمان 3352)

ترجمہ: جب رمضان کا مہینہ داخل ہوجاتا تو رسول اللہ ﷺ اپنا ازار بند کس لیتے، پھر اپنے بستر مبارک پر نہ آتے یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ تَغَيَّرَ لَوْنُهُ، وَكَثُرَتْ صَلَاتُهُ، وَابْتَهَلَ فِي الدُّعَآءِ، وَأَشْفَقَ مِنْهُ (شعب الایمان)

ترجمہ: جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ بدل جاتا تھا اور آپ کی نمازوں میں زیادتی ہوجاتی تھی اور دعا میں تضرّع وزاری بڑھ جاتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سرخ ہوجاتا تھا (بیہقی، حدیث نمبر 3353)

مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے مہینوں کے مقابلہ میں رمضان میں انتہائی اہتمام اور کثرت سے عبادت، سخاوت اور دوسرے نیک اعمال میں مشغول ہوتے تھے، اور آخری حدیث میں ''کثرت'' کا لفظ ہے، جس سے معلوم ہوا کہ رمضان میں نبی ﷺ کی نماز وعبادت، دوسرے دنوں کے مقابلے میں زیادہ ہوجایا کرتی تھی۔

M. Furqan Khan
0333-5169927
M. Hassaan Khan
0345-5207991
پاکستان آٹوز
CRLF
DEALER
Pakistan
AUTOS
نیو پارٹس ڈیلر

NE4081 چوک چاہ سلطان نزد پاک آٹوز، راولپنڈی 051-5702801
Pakistanautosfurqan88@yahoo.com

رمضان میں نیک کاموں کی حوصلہ افزائی اور برے کاموں کی حوصلہ شکنی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں ہے کہ:

اِذَا کَانَ اَوَّلُ لَیْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ یُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِّحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ یُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَیُنَادِیْ مُنَادٍ یَا بَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ، وَیَابَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَلِلّٰهِ عُتَقَآءُ مِّنَ النَّارِ وَذٰلِکَ کُلَّ لَیْلَةٍ (ترمذی، رقم الحدیث 682)

ترجمہ: رمضان کی پہلی رات ہی سے شیطانوں اور سرکش جنوں کو قید کردیا جاتا ہے اور جہنم کے دروازوں کو بند کردیا جاتا ہے اور ان میں سے کوئی دروازہ بھی کھلا نہیں رکھا جاتا اور جنت کے دروازوں کو کھول دیا جاتا ہے اور ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور اللہ کی طرف سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ ’’اے خیر (یعنی نیک کام) کو طلب کرنے والے آگے بڑھ اور اے شر (یعنی بُرے اور گناہ کے کام) کو طلب کرنے والے رُک جا‘‘ اور اللہ کی طرف سے آگ (یعنی جہنّم) سے بہت سے لوگ آزاد کیے جاتے ہیں اور یہ واقعہ رمضان کی ہر رات میں ہوتا ہے (ترمذی)

مذکورہ اور اس جیسی دیگر احادیث سے معلوم ہوا کہ رمضان کے مہینے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیک کام کے کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کا اور بُرے کام کے کرنے والوں کی حوصلہ شکنی کا خاص اعلان وانتظام کیا جاتا ہے، گناہوں کی مغفرت کی جاتی ہے، اور دعا بھی قبول کی جاتی ہے۔

CANNON PRIMAX PLUS
15 سالہ گارنٹی
051-5517039
0300-8559001
نذیر سنز
Cannon not selling a mattress but a good night sleep
418-خان بلڈنگ بابو بازار، صدر راولپنڈی

رمضان شریف کے روزوں کے فضائل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَلصَّلٰوتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ مَابَيْنَهُنَّ اِذَا اجْتُنِبَ الْكَبَائِرُ (مسلم)

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات فرمایا کرتے تھے کہ پانچ نمازوں میں سے ہر نماز دوسری نماز تک اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک درمیانی مدت کے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں جب تک کہ وہ کبیرہ گناہ نہ کرے (مسلم، حدیث نمبر233 ''16'')

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صِيَامُ رَمَضَانَ إِلٰى رَمَضَانَ كَفَّارَةُ مَا بَيْنَهُمَا (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث 5445)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک رمضان کے روزے دوسرے رمضان کے درمیان والے حصہ کے گناہوں کا کفارہ ہیں (طبرانی)

معلوم ہوا کہ نیک اعمال کی برکت سے صغیرہ گناہ معاف ہوا کرتے ہیں، پس رمضان کے مہینے کے اعمال کی برکت سے پورے سال کے صغیرہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

نیو عباسی الیکٹرونکس

بااختیار ڈیلر
Dawlance
CORONA
UNITED

فریج، ڈیپ فریز، واشنگ مشین، جوسر، استری، گیزر، پکن کی تمام ورائٹی
بہترین ہوم سروس دی جاتی ہے

Deals in: All kind of Electric & Gas Appliances

شہناز پلازہ، چاندنی چوک، مری روڈ راولپنڈی۔ فون: 051-4906381, 0321-5365458

آپ کے دینی مسائل کاحل ادارہ

کعبہ کو دیکھنے کے وقت دعاء کا حکم (قسط7)

(فصل نمبر1)

رؤیتِ کعبہ پر رفعِ یدین سے متعلق شافعیہ کا موقف

شافعیہ کے نزدیک مسجدِ حرام میں داخل ہوتے وقت بیتُ اللہ پر نظر پڑنے پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا، مستحسن یا زیادہ سے زیادہ مستحب ہے۔

امام بیہقی کے حوالہ سے امام شافعی رحمہ اللہ کی اس سلسلہ میں تصریح گزر چکی ہے، جس میں انہوں نے ’’ولا أستحبه عند رؤية البيت وهو عندی حسن‘‘ فرمایا ہے۔

اور شافعیہ کی فقہی کتاب ’’الحاوی الکبیر‘‘ میں ہے:

ويستحب أن يرفع يديه عند دعاءه إذا رأى البيت (الحاوی الكبير فی فقه مذهب الإمام الشافعی، ج۴، ص ۱۳۳، باب دخول مكة)

ترجمہ: اور مستحب ہے کہ جب بیت اللہ کو دیکھے، تو دعا کے وقت ہاتھ اٹھائے (الحاوی الکبیر)

اور امام نووی رحمہ اللہ نے ’’المجموع شرح المهذب‘‘ میں اس مسئلہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

کعبۃُ اللہ کو دیکھنے کے وقت رفعِ یدین، ہمارے مذہب کے مطابق مستحب ہے، امام احمد کا بھی یہی ہے۔

اور امام مالک نے فرمایا کہ اس وقت رفعِ یدین نہیں کیا جائے گا، امام مالک کے قول کی دلیل مہاجر مکی کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے پکڑی جاتی ہے، جس کو ابوداؤد اور نسائی نے سندِ حسن کے ساتھ روایت کیا ہے، لیکن ترمذی نے مہاجر مکی سے جو

حدیث روایت کی ہے، اس میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد ہے کہ:

"حججنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکنا نفعلہ"

یعنی ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ حج کیا، تو ہم بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔

یہ ترمذی کے الفاظ ہیں، جس کی سند حسن ہے۔

ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ ہاتھ اٹھانے کو ثابت کرنے والے کی روایت اولیٰ ہے، کیونکہ اس کے ساتھ زیادتِ علم ہے۔

اور بیہقی نے فرمایا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں دوسرے کی روایت رفعِ یدین کے ثابت کرنے میں اہلِ علم کے نزدیک زیادہ مشہور ہے، اور اس جیسے مسئلہ میں جس نے کوئی عمل کرتے ہوئے دیکھا، اور اس کو ثابت کیا، اس کی رائے اولیٰ ہوتی ہے۔ [1]

ہمیں "المجموع شرح المهذب" کی عبارت میں ترمذی کی حدیث کے حوالہ سے، امام نووی کے الفاظ "فكنا نفعله" دستیاب ہوئے، اور خود امام نووی نے بھی اس سے مثبت کی روایت کے اولیٰ ہونے پر استدلال کیا۔

لیکن ترمذی کی اصل حدیث میں "فكنا نفعله" کے بجائے "أفكنا نفعله" وارد ہوا ہے، جس میں استفہام انکار کے لیے ہے، جس کی تفصیل گزشتہ باب کی فصل نمبر 5 میں گزر چکی ہے۔

---

[1] فی مذاهب العلماء فی رفع اليدين عند رؤية الكعبة:

*قد ذكرنا أن مذهبنا استحبابه وبه قال جمهور العلماء حكاه ابن المنذر عن ابن عمر وابن عباس وسفيان الثوری وابن المبارک وأحمد واسحق قال وبه أقول.

وقال مالک لا يرفع وقد يحتج له بحديث المهاجر المكی قال (سئل جابر ابن عبد الله عن الرجل الذی يری البيت يرفع يديه فقال ما كنت أری أحدا يفعل هذا إلا اليهود قد حججنا مع رسول الله صلی الله عليه وسلم فلم يكن يفعله) رواه أبو داود والنسائی بإسناد حسن.

ورواه الترمذی عن المهاجر المكی أيضا قال (سئل جابر بن عبد الله أيرفع الرجل يديه إذا رأی البيت فقال حججنا مع النبی صلی الله عليه وسلم فكنا نفعله) هذا لفظ رواية الترمذی وإسناده حسن.

قال أصحابنا رواية المثبت للرفع أولی لأن معه زيادة علم.

قال البيهقی رواية غير جابر فی إثبات الرفع أشهر عند أهل العلم من رواية المهاجر المكی قال والقول فی مثل هذا قول من رأی وأثبت والله أعلم(المجموع شرح المهذب، ج٨، ص ٩ ،باب صفة الحج)

www.idaraghufran.org

لہٰذا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ امام نووی رحمہ اللہ کو ترمذی کی حدیث کے سمجھنے میں تسامح ہوا ہے، اور ہمزہ استفہام سے ان کو چوک ہوگئی ہے، جس کی وجہ سے انہوں نے ترمذی کی اس روایتِ جابر کو مثبتِ رفعِ یدین سمجھ لیا۔ و اللہ اعلم۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ شافعیہ کے نزدیک طواف شروع کرتے وقت، نماز کی طرح رفعِ یدین مستحب نہیں، جس کے حنفیہ قائل ہیں۔

اور انہوں نے سات مواقع پر ہاتھ اٹھانے کی مشہور روایت میں ایک موقع کو بیتُ اللہ کو دیکھنے پر محمول کیا ہے، حنفیہ کی طرح طواف کے شروع کرنے پر محمول نہیں کیا۔ [1]

[1] (ويبتدء الطواف من الحجر الاسود والمستحب أن يستقبل الحجر الاسود لما روى ابن عمر رضى الله عنهما أن النبى صلى الله عليه وسلم (استقبله ووضع شفتيه عليه) فان لم يستقبله جاز لانه جزء من البيت فلا يجب استقباله كسائر اجزاء البيت ويحاذيه ببدنه لا يجزئه غيره وهل تجزئه المحاذاة ببعض البدن فيه قولان (قال) فى القديم تجزئه محاذاته ببعضه لأنه لما جاز محاذاة بعض الحجر جازت محاذاته ببعض البدن (وقال) فى الجديد يجب أن يحاذيه بجميع البدن لان ما وجب فيه محاذاة البيت وجبت محاذاته بجميع البدن كالاستقبال فى الصلاة

*ويستحب أن يستلم الحجر لما روى ابن عمر رضى الله عنهما قال (رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم حين قدم مكة يستلم الركن الأسود اول ما يطوف) ويستحب أن يستفتح الاستلام بالتكبير لما روى ابن عباس رضى الله عنهما أن النبى صلى الله عليه وسلم (كان يطوف على راحلته كلما أتى على الركن أشار بشء فى يده وكبر وقبله) ويستحب أن يقبله لما روى ابن عمر (ان عمر رضى الله عنه قبل الحجر ثم قال والله لقد علمت أنک حجر ولولا إنى رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقبلک ما قبلتک) فان لم يمكنه أن يستلم أو يقبل من الزحام أشار إليه بيده لما روى أبو مالک سعد بن طارق عن أبيه قال (رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يطوف حول البيت فإذا ازدحم الناس على الطواف استلمه رسول الله صلى الله عليه وسلم بمحجن فى يده) ولا يشير إلى القبلة بالفم لأن النبى صلى الله عليه وسلم لم يفعل ذلک

*ويستحب أن يقول عند الاستلام وابتداء الطواف بسم الله والله أكبر اللهم إيمانا بک وتصديقا بكتابک ووفاء بعهدک واتباعا لسنة نبيک صلى الله عليه وسلم لما روى جابر (أن النبى صلى الله عليه وسلم استلم الركن الذى فيه الحجر وكبر ثم قال اللهم وفاء بعهدک وتصديقا بكتابک) وعن على كرم الله وجهه أنه كان يقول إذا استلم الركن (اللهم إيمانا بک وتصديقا بكتابک ووفاء بعهدک واتباعا لسنة نبيک محمد صلى الله عليه وسلم) وعن ابن عمر رضى الله عنهما مثله

*ثم يطوف فيجعل البيت على يساره ويطوف على يمينه(المجموع شرح المهذب، ج٨،ص٣٠،باب صفة الحج،فرع فى صفة الطواف الكاملة)

يستحب أن يستقبل الحجر الأسود فى أول طوافه بوجهه ويدنو منه بشرط أن لا يؤذى أحدا وإذا أراد هذا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور یہ بھی ملحوظ رہنا چاہئے کہ شافعیہ نے اگرچہ رؤیتِ بیت اللہ پر رفعِ یدین کو مستحسن یا مستحب قرار دیا ہے، لیکن انہوں نے بھی مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے بعد طواف یا نماز کی شکل میں تحیۃ المسجد کو ترک کر کے، اس دعا کے لیے توقف کو مستحسن یا مستحب قرار نہیں دیا، جس پر آج کل عوام الناس عمل پیرا ہیں۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

(فصل نمبر2)

رؤیتِ کعبہ پر رفعِ یدین سے متعلق حنابلہ کا موقف

حنابلہ کے نزدیک بھی بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت رفعِ یدین مستحب ہے۔

علامہ ابنِ قدامہ نے ''المغنی'' میں امام احمد اور امام شافعی کے نزدیک بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھانے کے مستحب ہونے کی تصریح کی ہے، اور اس کی دلیل میں سات مواقع پر ہاتھ اٹھانے کی مشہور روایت کو پیش کیا ہے۔

اور امام مالک کے نزدیک رفعِ یدین نہ کرنے کی تصریح کی ہے، اور ان کے استدلال میں مہاجر مکی کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کو ذکر کیا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الاستقبال فطريقه أن يقف على جانب الحجر الأسود من جهة الركن اليماني بحيث يصير جميع الحجر عن يمينه ويصير منكبه الأيمن عند طرف الحجر ثم ينوى الطواف ثم يمشي مستقبل الحجر الأسود مارا إلى جهة يمينه حتى يجاوز الحجر فإذا جاوزه ترك الاستقبال وانفتل وجعل يساره إلى البيت ويمينه إلى خارج ولو فعل هذا من أول أمره وترك الاستقبال جاز لما ذكره المصنف (الثالثة) ينبغي له أن يحاذي بجميع بدنه جميع الحجر الأسود فطريقه ما سبق بيانه الآن في المسألة الثانية وهو أن يقف قبل الحجر الأسود من جهة الركن اليماني ثم يمر تلقاء وجهه طائفا حول البيت فيمر جميعه بجميع الحجر ولا يقدم جزء ا من بدنه على جزء من الحجر (المجموع شرح المهذب، ج٨، ص ٣٢، باب صفة الحج، فرع في صفة الطواف الكاملة)

[1] (فإذا دخل المسجد، فالاستحباب له أن يدخل من باب بني شيبة، فإذا رأى البيت رفع يديه وكبر) إنما استحب دخول المسجد من باب بني شيبة؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم -دخل منه، وفي حديث جابر، الذي رواه مسلم وغيره، أن النبي -صلى الله عليه وسلم -دخل مكة ارتفاع الضحى، وأناخ راحلته عند باب بني شيبة، ودخل المسجد .ويستحب رفع اليدين عند رؤية البيت .روى ذلك عن ابن عمر، وابن عباس .وبه قال الثوري، وابن المبارك، والشافعي، وإسحاق.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

یہ بھی ملحوظ رہے کہ شافعیہ کی طرح حنابلہ کے نزدیک بھی طواف شروع کرتے وقت، نماز کی طرح ہاتھ اٹھانا مستحب نہیں، اور انہوں نے شافعیہ کی طرح سات مواقع پر ہاتھ اٹھانے کی مشہور روایت میں ایک موقع کو بیت اللہ کو دیکھنے پر محمول کیا ہے، حنفیہ کی طرح طواف کے شروع کرنے پر محمول نہیں کیا۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وكان مالك لا يرى رفع اليدين؛ لما روى عن المهاجر المكي، قال :سئل جابر بن عبد الله، عن الرجل يرى البيت، أيرفع يديه؟ قال :ما كنت أظن أحدا يفعل هذا إلا اليهود، حججنا مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم -فلم يكن يفعله .رواه النسائي.

ولنا، ما روى أبو بكر بن المنذر، عن النبي -صلى الله عليه وسلم -أنه قال :لا ترفع الأيدي إلا في سبع مواطن :افتتاح الصلاة، واستقبال البيت، وعلى الصفا والمروة، وعلى الموقفين والجمرتين(المغني لابن قدامة، ج٣، ص ٣٣٦، مسألة استحباب دخول المحرم المسجد من باب بني شيبة)

[1] (ثم أتى الحجر الأسود، إن كان، فاستلمه إن استطاع، وقبله) معنى (استلمه) أي مسحه بيده، مأخوذ من السلام، وهي الحجارة .فإذا مسح الحجر قيل استلم، أي :مس السلام .قاله ابن قتيبة .والمستحب لمن دخل المسجد أن لا يعرج على شيء قبل الطواف

بالبيت، اقتداء برسول الله -صلى الله عليه وسلم -فإنه كان يفعل ذلك، قال جابر في حديثه الصحيح: حتى أتينا البيت معه، استلم الركن، فرمل ثلاثا، ومشى أربعا .

وعن عروة بن الزبير، عن عائشة، أن النبي -صلى الله عليه وسلم -حين قدم مكة، توضأ، ثم طاف بالبيت . متفق عليه .وروى ذلك عروة عن أبي بكر، وعمر، وعثمان، وعبد الله بن عمر، ومعاوية، وابن الزبير، والمهاجرين، وعائشة، وأسماء ، ابنتي أبي بكر، ولأن الطواف تحية المسجد الحرام، فاستحب البداية به، كما استحب لداخل غيره من المساجد أن يصلي ركعتين .ويبتدئ الطواف بالحجر الأسود، فيستلمه، وهو أن يمسحه بيده، ويقبله .قال أسلم :رأيت عمر بن الخطاب -رضي الله عنه -قبل الحجر، وقال :إني لأعلم أنك حجر، لا تضر ولا تنفع، ولولا أني رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم -قبلك ما قبلتك .متفق عليه.

وروى ابن ماجه .عن ابن عمر، قال :استقبل رسول الله -صلى الله عليه وسلم -الحجر، ثم وضع شفتيه عليه يبكي طويلا، ثم التفت، فإذا هو بعمر بن الخطاب -رضي الله عنه -يبكي، فقال :يا عمر، هاهنا تسكب العبرات .وقول الخرقي :(إن كان) يعني إن كان الحجر في موضعه لم يذهب به، كما ذهب به القرامطة مرة، حين ظهروا على مكة، فإذا كان ذلك، والعياذ بالله، فإنه يقف مقابلا لمكانه، ويستلم الركن.

وإن كان الحجر موجودا في موضعه، استلمه وقبله .فإن لم يمكنه استلامه وتقبيله، قام حياله، أي بحذائه، واستقبله بوجهه، فكبر، وهلل .وهكذا إن كان راكبا، فقد روى البخاري، عن ابن عباس، قال :طاف النبي -صلى الله عليه وسلم -على بعير، كلما أتى الحجر أشار إليه بشيء في يده، وكبر .وروي عن النبي -صلى الله عليه وسلم -أنه قال لعمر :إنك لرجل شديد، تؤذي الضعيف إذا طفت بالبيت، فإذ رأيت خلوة من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ شافعیہ اور دوسرے فقہائے کرام کی طرح حنابلہ نے بھی مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے بعد مسجدِ حرام کا اصل تحیۃ "طواف" یا مسجد کا تحیۃ "نماز" کو ترک کر کے دعا بر رفع الیدین کے لیے توقف کرنے کو مستحب قرار نہیں دیا۔

اور دعا بر رفع الیدین کے لیے نہ تو مسجدِ حرام میں داخلہ ضروری ہے، اور نہ ہی دخول کے بعد توقف اور وقفہ ضروری ہے، جیسا کہ عام مساجد میں داخل ہوتے وقت دخولِ مسجد کی دعا کے بعد تحیۃ المسجد بلاوقفہ ہے، اور اس کی تفصیل پہلے ذکر کی جا چکی ہے۔

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

(فصل نمبر 3)

رؤیتِ کعبہ پر رفعِ یدین سے متعلق مالکیہ کا موقف

مالکیہ کے نزدیک بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت رفعِ یدین مستحب نہیں، البتہ مالکیہ میں ابنِ حبیب اس کے مستحب ہونے کے قائل ہیں۔ [1]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الحجر فادن منه، وإلا فكبر، ثم امض .فإن أمكنه استلام الحجر بشيء في يده، كالعصا ونحوها، فعل، فقد روى ابن عباس، أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم -طاف في حجة الوداع، يستلم الركن بمحجن .
وهذا كله مستحب .ويقول عند استلام الحجر :باسم الله، والله أكبر، إيمانا بك، وتصديقا بكتابك، ووفاء بعهدك، واتباعا لسنة نبيك محمد -صلى الله عليه وسلم .- رواه عبد الله بن السائب، عن النبي -صلى الله عليه وسلم(المغني لابن قدامة، ج٣، ص ٣٣٨، مسألة استحباب دخول المحرم المسجد من باب بني شيبة)

[1] ولا يستحب عند مالك رفع اليدين عند رؤية البيت ولا عند الركن واستحبه ابن حبيب لما روى عنه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم أنه كان إذا رأى البيت رفع يديه وقال اللهم زد هذا البيت تشريفا وتعظيما ومهابة وزد من شرفه وكرمه ممن حج أو اعتمر تشريفا وتعظيما وبعد دخوله المسجد فليكن أول ما يقصده بعد نية الطواف الركن الأسود فإذا وصل إليه (يستلم) بمعنى يلمس (الحجر الأسود بفيه إن قدر) على ذلك وهل بصوت حينئذ أو لا قولان (وإلا) أي وإن لم يقدر على استلامه بفيه (وضع يده عليه) أي على الحجر الأسود (ثم وضعها على فيه من غير تقبيل) أي تصويت فإن لم يصل إليه كبر وهذا الاستلام في أول الطواف سنة وفي باقيه مستحب(كفاية الطالب الرباني لرسالة أبي زيد القيرواني،لأبي الحسن المالكي، ج ١، ص ٦٦٣، باب في الحج)

www.idaraghufran.org

مالکیہ نے اس بات کی بھی تصریح کی ہے کہ امام مالک کے نزدیک بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت رفعِ یدین کرنا مکروہ ہے۔ [1]

مالکیہ چونکہ رؤیتِ بیت اللہ پر ہاتھ اٹھانے کے قائل ہی نہیں، اس لیے ان کے نزدیک دخولِ مسجدِ حرام اور رؤیتِ بیت اللہ پر توقف کے کوئی معنیٰ نہیں۔ (جاری ہے............)

[1] (قوله :ولا يستحب إلخ) أى بل الظاهر أنه عنده مكروه (قوله :واستحبه إلخ) ظاهره استحب ما ذكر من الطرفين مع أن الحديث إنما يدل للطرف الأول وهو رؤية البيت لا الثانى الذى هو قوله عند الركن. وأراد به الحجر الأسود، فالأحسن عبارة زروق فى شرح الإرشاد فإنه قال :ولا حد فى دعائه عند رؤية البيت .ولا يرفع يديه.

وقال ابن حبيب :يرفع يديه عند رؤية البيت إلخ .(قوله :وقال إلخ) عبارة الإرشاد :اللهم زد هذا البيت تشريفا وتعظيما ومهابة وتكريما، وزد من شرفه وعظمه ممن حجه واعتمره تشريفا وتعظيما ومهابة وتكريما (قوله :تشريفا) أى علوا كما أفاده المصباح، فعطف التعظيم عليه عطف ملزوم على لازم (قوله :ومهابة) أى هيبة وهى الإجلال كما قال ابن فارس فيكون عطفه على التعظيم من عطف المرادف .(قوله :وكرمه) أى عظمه بمعنى ما قبله .وقوله :وتعظيما المناسب لقوله :وكرمه أن يقول وتكريما ويمكن أنه إنما أتى إشارة إلى أن التكريم والتعظيم بمعنى .(قوله :ممن حج أو اعتمر) أى أو غيرهما وخصهما بالذكر حثا على أنه لا يأتى الإنسان البيت إلا فى حج أو عمرة(حاشية العدوى، ج ١ ،ص ٥٢٩ ،باب فى الحج،حكم الحج والعمرة)

عدنان احمد خان
0345-5067603
الفہد فوڈز کوکنگ سنٹر
دوکان نمبر K-93 ،ظفر الحق روڈ، نزد بوبی پان شاپ، کمیٹی چوک، راولپنڈی
فون: 051-5961624

کیا آپ جانتے ہیں؟

مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

مسلمان پر کفر کا حکم لگانے میں احتیاط کا حکم

آج کل بعض لوگوں کی طرف سے کسی مسلمان پر کفر کا فتویٰ لگانے میں بڑی بے احتیاطی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے، ذرا ذرا سی بات پر کسی مسلمان کے کافر اور مرتد ہونے کا حکم لگا دیا جاتا ہے، بلکہ بعض اوقات تو جذبات میں آکر اس کو قتل بھی کر دیا جاتا ہے، بعض متشدد علماء نے تو اپنا پسندیدہ مشغلہ اسی کو بنالیا ہے کہ وہ جس کو چاہیں، اور جب چاہیں ذرا ذرا سی بات پر دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیتے ہیں، خاص طور پر، جب کسی سے مسلکی اختلاف بھی ہو۔

فقہائے کرام نے تو یہاں تک بھی فرمایا کہ جو کفریہ کلمات شمار ہوتے ہیں، وہ ''لزومِ کفر'' کے الفاظ ہیں، جن کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی کسی تاویل وغیرہ کے بغیر یہ الفاظ کہے، یعنی التزامِ کفر کرے، تو پھر کفر لازم آتا ہے، ورنہ کفر لازم نہیں آتا، اسی کو انہوں نے ''لزومِ کفر'' اور ''التزامِ کفر'' کا عنوان دیا ہے، یعنی کسی لفظ سے کفر لازم آجانا اور چیز ہے، اور اس سے کفر کو اپنے اوپر لازم کر لینا اور چیز ہے، اور اس کو نظر انداز کر کے کفر کا حکم لگانا بہت خطرناک طرزِ عمل ہے۔ [1]

[1] مطلب ما يشک في أنه ردة لا يحكم بها (قوله قال في البحر إلخ) سبب ذلک ما ذكره قبله بقوله وفي جامع الفصولين، روى الطحاوي عن أصحابنا.

لا يخرج الرجل من الإيمان إلا جحود ما أدخله فيه ثم ما تيقن أنه ردة يحكم بها وما يشک أنه ردة لا يحكم بها إذ الإسلام الثابت لا يزول بالشک مع أن الإسلام يعلو وينبغي للعالم إذا رفع إليه هذا أن لا يبادر بتكفير أهل الإسلام مع أنه يقضي بصحة إسلام المكره .أقول :قدمت هذا ليصير ميزانا فيما نقلته في هذا الفصل من المسائل، فإنه قد ذكر في بعضها إنه كفر مع أنه لا يكفر على قياس هذه المقدمة فليتأمل اهـ ما في جامع الفصولين وفي الفتاوى الصغرى :الكفر شيء عظيم فلا أجعل المؤمن كافرا متى وجدت رواية أنه لا يكفر اهـ وفي الخلاصة وغيرها :إذا كان في المسألة وجوه توجب التكفير ووجه واحد يمنعه فعلى المفتي أن يميل إلى الوجه الذي يمنع التكفير تحسينا للظن بالمسلم زاد في البزازية إلا إذا صرح بإرادة موجب الكفر فلا ينفعه التأويل ح وفي التتارخانية :لا يكفر بالمحتمل، لأن الكفر نهاية في العقوبة فيستدعي نهاية في

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ اپنے مواعظ میں ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

یہ جو بعض لوگ تشدد کرتے ہیں کہ مسلمان کو کافر اور منافق کہہ دیتے ہیں، یہ بڑی غلطی اور جرأت ہے، جب وہ زبان سے اسلام ظاہر کرتا ہے، اور آج کل کوئی وجہ اس بات کی رہی نہیں کہ نفاق کا وتیرہ اختیار کیا جائے (کیونکہ وحی کا سلسلہ ختم ہوگیا، اور حقیقی و اعتقادی منافق کا حکم لگانا دشوار ہوگیا) تو پھر کسی کو کافر اور منافق کہنے کے کیا معنیٰ؟
کافر بڑا سخت لفظ ہے، بڑی احتیاط چاہیے، کافر کسی کو اس وقت کہہ سکتے ہیں، جب کہ وہ کوئی فعل ایسا کرتا ہو، جو محتمل تاویل کو بھی نہ ہو، مثلاً کوئی شخص بت پرستی بلا اکراہ کھلم کھلا کرتا ہو، تو اس وقت اس کو کافر کہہ سکتے ہیں، اور جب ایک شخص بت پرستی سے نفرت رکھتا ہے، زبان سے کلمہ پڑھتا ہے، تو اس کی تکذیب کرنا اور کافر کہنا کیا معنیٰ (خطباتِ حکیم الامت، ج ۱۲ ''محاسنِ اسلام'' صفحہ ۴۵۲، ۴۵۳، وعظ ''الاسلام الحقیقی'' مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت: رمضان1413ہجری)

اور آگے چل کر حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

اس (کفر کا حکم لگانے) میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے، ہم نے آج کل یہ طریقہ اختیار کیا ہوا ہے کہ اپنا جو ایک مسلک قرار دے لیا ہے، بس وہی اسلام ہے، اور وہی ایمان ہے، جو اس کے خلاف ہو، وہ کافر ہے، یہ بہت سخت بات ہے (خطباتِ حکیم الامت، ج ۱۲ ''محاسنِ اسلام'' صفحہ ۴۵۳، وعظ ''الاسلام الحقیقی'' مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت: رمضان1413ہجری)

اور آگے چل کر مزید تفصیل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الجناية ومع الاحتمال لا نهاية اهـ والذى تحرر أنه لا يفتى بكفر مسلم أمكن حمل كلامه على محمل حسن أو كان فى كفره اختلاف ولو رواية ضعيفة فعلى هذا فأكثر ألفاظ التكفير المذكورة لا يفتى بالتكفير فيها ولقد ألزمت نفسى أن لا أفتى بشىء منها اهـ كلام البحر باختصار(رد المحتار على الدر المختار، ج۴،ص ۲۲۴، كتاب الجهاد،باب المرتد)

www.idaraghufran.org

اہلِ حق کا طریقہ یہی ہے کہ حتی الامکان جب تک کوئی بھی تاویل بن سکے، کسی کو کافر نہ بتاویں، ہاں اگر وہ خود ہی تاویل کو بھی رَد کرے، تو مجبوری ہے کہ اب مدعی سست اور گواہ چست کا قصہ ہے۔

باقی (مستند علماء) اپنی طرف سے کبھی کسی کو کافر نہیں بناتے، اور جہاں کہیں بضرورتِ شرعی انہوں نے کسی کو کافر کہہ دیا ہے، بعض جہلاء اس پر بھی طعن کرتے ہیں کہ (علماء) لوگوں کو کافر بناتے ہیں، میں اس کے متعلق بطور لطیفہ کہا کرتا ہوں کہ انہوں نے کافر بنایا نہیں، بلکہ کافر بتایا ہے (دونوں میں ایک نقطہ کا فرق ہے) اس شخص نے واقعی ایسا ہی کام کیا ہے، جس پر کفر عائد ہوتا ہے، اور کوئی تاویل بھی نہیں بن سکتی، تو وہ کافر تو خود بن گیا، انہوں نے صرف بتا دیا ہے کہ اس پر کفر عائد ہوتا ہے، اور بتانے میں بھی اتنی احتیاط کی ہے کہ بعید سے بعید تاویل بھی اٹھا نہیں رکھی، جب کوئی تاویل بھی نہ بن سکی، تب انہوں نے یہ لفظ منہ سے نکالا۔

اوران (مستند علماء) کی کوئی ذاتی غرض یا غیظ وغضب یا بات کی پچ اس میں شامل نہیں ہوتی، بلکہ خوفِ خدا اور ترحم شامل ہوتا ہے، کافر کے لفظ سے وہ کانپتے ہیں، اور کسی کے لیے بھی اس کے استعمال کو حتی الامکان گوارا نہیں کرتے، اور واقعی یہ لفظ ہے بھی ایسا ہی، کیونکہ اس کے معنیٰ ہیں ابدالآباد کے لیے رحمتِ خدا سے بالکل ناامید ومحروم ہوجانے والا، سو یہ کتنی بڑی بات ہے کہ ارحم الراحمین کی رحمت سے کسی کو ایسا ناامید کردیا جاوے، ان (مستند علماء) کی نظر میں دنیا کوئی چیز نہیں، ان کی نظر تو آخرت پر رہتی ہے (خطباتِ حکیم الامت، ج ۱۲ ''محاسنِ اسلام'' صفحہ ۴۵۵، ۴۵۶، وعظ ''الاسلام الحقیقی'' مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخ اشاعت: رمضان 1413ہجری)

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ آگے چل کر مزید فرماتے ہیں کہ:

کفر کے ثابت کردینے کے تو یہی معنیٰ ہیں کہ اس کو ابدالآباد کے لیے رحمتِ خداوندی سے مایوس اور محروم بنا دیا جائے، اور ہمیشہ ہمیشہ کی تکالیف اور عذاب اس کے لیے

ثابت ہوجائیں، یہ ان (مستند علماء) سے کب ہوسکتا ہے، ان کا تو اگر اختیار ہو، تو مسلمانوں کوتو کافر کہنا درکنا کافر کوبھی کافر نہ رہنے دیں۔

غرض کفر بہت بڑا حکم ہے، اس کا نام بھی ان (مستند علماء) کی زبان پر آنا مشکل ہے، یہ اور بات ہے کہ کوئی خود ہی کافر بننا اور رحمتِ الٰہی سے خارج ہونا چاہے، یہ اس وقت بھی دل سے چاہتے ہیں کہ یہ کافر نہ بنے، مگر جب وہ خود ہی ڈوبنا چاہتا ہے، تو کسی کا کیا بس ہے، حکمِ شرعی کو یہ بدل نہیں سکتے، بدرجۂ مجبوری فتویٰ دے دیں گے۔

تو اس وقت انہوں نے کافر نہیں بنایا، بلکہ وہ خود ہی کافر بنا، انہوں نے صرف بتلا دیا ہے کہ یہ کفر ہوگیا، انہوں نے بالکل ہی مضطر (ومجبور) ہوکر یہ فتویٰ دیا، اگر بعید سے بعید (یعنی دور دراز کی) بھی تاویل ان کو مل جاوے، تو وہ اس حکمِ کفر سے بچا دیتے ہیں، اللہ والوں کا یہی طریق رہا ہے، میرے پاس بہت فتوے آتے ہیں، لوگ پوچھتے ہیں کہ فلاں شخص نے یہ کلمہ کہا ہے، اس سے کفر عائد ہوا یا نہیں؟ میں اکثر یہ جواب دے دیتا ہوں کہ یہ کلمہ گستاخی کا ہے، یہ شخص بہت بےادب ہے، اس نے بڑا گناہ کیا، مگر کفر نہیں، کفر کا نام لیتے ہوئے ڈر معلوم ہوتا ہے، کیونکہ کسی کو کافر کہنا حق تعالیٰ کی رحمت سے بالکل نکال دینا ہے، اور رحمت حق تعالیٰ کی اس قدر وسیع ہے کہ اس کا اندازہ نہیں ہوسکتا (خطباتِ حکیم الامت ، ج ۱۲ ''محاسنِ اسلام'' صفحہ ۴۵۶، ۴۵۷، وعظ ''الاسلام الحقیقی'' مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت: رمضان1413ہجری)

ایک طرف تو حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کی مذکورہ تقریر ملاحظہ فرمائیں، اور دوسری طرف موجودہ دور کے بعض جذباتی اور متشدد علماء ومفتیانِ کرام کے فتووں کا جائزہ لیں، تو دونوں میں فرق واضح ہوجائے گا۔

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

حقائقِ دین سے ناواقف کچھ نام کے علماء نے یہ پیشہ بنالیا کہ ذرا ذرا سی بات پر مسلمان کو کافر قرار دینے لگے، باہمی کفر کے فتوے چلنے لگے، اس میں ان لوگوں کو کتبِ فقہ کے

ان مسائل سے بھی دھوکا لگا، جو کلماتِ کفریہ کے نام سے بیان کیے جاتے ہیں کہ فلاں فلاں باتیں کلمہ کفر ہیں، جن کا حاصل اس کے سوا نہیں کہ جس کلمہ سے قطعیاتِ اسلام میں سے کسی چیز کا انکار نکلتا ہے، اس کو کلمۂ کفر قرار دیا گیا، لیکن اس کے ساتھ ہی حضراتِ فقہاء نے اس کی بھی تصریح فرمادی ہے کہ ان کلمات کے کلماتِ کفر ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جس شخص کی زبان سے یہ کلمات نکلیں، اس کو بے سوچے سمجھے اور بدون تحقیقِ مراد کے کافر کہہ دیا جائے، جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ اس کی مراد وہ ہی معنیٰ ومفہوم ہیں، جو کافرانہ عقیدہ یا کسی ضروری اسلام کا انکار ہے۔

لیکن حقیقتِ حال سے ناواقف لوگوں نے ان کلمات ہی کو فیصلہ کا مدار بنالیا، اور تکفیر بازی شروع کردی، جس کی ایک بھاری مضرت تو یہ ہوئی کہ ایک مسلمان کو کافر کہنا بڑا سخت معاملہ ہے، جس کے اثرات پورے اسلامی معاشرہ پر پڑتے ہیں، اس کے علاوہ اس میں اپنے ایمان کا خطرہ ہوتا ہے (جواہر الفقہ ،جلد اول،صفحہ۹۹،۱۰۰،کتاب الایمان والعقائد، رسالہ ''ایمان اور کفر قرآن کی روشنی میں'' طبع جدید: نومبر2010ء، مطبوعہ: مکتبہ دار العلوم، کراچی)

اس سے معلوم ہوا کہ فقہائے کرام نے جن الفاظ کو کلماتِ کفر قرار دیا ہے، ان سے بعض اوقات غلط فہمی پیدا ہوجاتی ہے، اور بعض حضرات اس قسم کے الفاظ کے محض صادر ہونے پر کفر کا حکم لگا دیتے ہیں، حالانکہ ان الفاظ سے کفر لازم آنے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ التزامِ کفر بھی پایا جائے۔

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا مندرجہ بالا موقف جمہور اور ائمہ مجتہدین کے مطابق ہے، جنہوں نے تاویلاً اہلِ بدعت اور فرقِ اسلامیہ کی تکفیر نہیں کی، اور اس سلسلہ میں تاویل کو ہی بنیاد بنایا۔

آج کل حقائق دین سے ناواقف اور نام کے علماء نے جو تکفیر سازی کو پیشہ بنالیا ہے کہ وہ جہاں کسی سے کوئی اختلاف پاتے ہیں، اس پر فوراً کافر، اور گستاخِ رسول اور مرتد وغیرہ ہونے کا حکم لگا دیتے ہیں، مذکورہ عبارت سے ان شدت پسند حضرات کو عبرت حاصل کرنی چاہئے۔

پیر کو سجدۂ تعظیمی کرنے اور بغداد کی طرف منہ کرکے غوث پاک کو سجدہ کرنے، اور ''یا شیخ عبدالقادر

جیلانی شیئا للہ'' کی تسبیح پڑھنے کے مرتکبین کے متعلق، مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے ایک جواب کے ضمن میں فرمایا کہ:

چونکہ اس قسم کے افعال کرنے والوں کے افعال واقوال میں تاویلیں ہوسکتی ہیں، اس لئے ان سب کو (علی الاطلاق اور علی العموم) صریح کافر نہ کہا جاوے گا، مگر اس میں شک نہیں کہ خوف اندیشۂ کفر کا ہے (امداد المفتیین، ص۱۶۷، کتاب السنۃ والبدعۃ، مطبوعہ: دارالاشاعت کراچی، مئی2001ء)

معلوم ہوا کہ بعض افعال واقوال اگرچہ باعثِ کفر وشرک ہوتے ہیں، لیکن جب تک کسی مسلمان کے قول وفعل میں تاویل ممکن ہو، اس وقت تک احتیاط کا ہونا مناسب ہے، تاہم ان افعال واقوال کو شرکِ صوری، اور گناہ وممنوع قرار دینے میں شک نہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم کفر کا فتویٰ دینے کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

تکفیر کا فتویٰ دینا بڑی نازک ذمہ داری کا کام ہے، اس میں کڑی احتیاط لازم ہے، کیونکہ اگر کوئی فاسق، فاجر یا بدعتی نفس الامر میں کافر نہ ہو، اور اس پر بے احتیاطی سے کفر کا فتویٰ لگا دیا جائے، تو یہ سخت گناہ ہے، اور خود تکفیر کرنے والے پر اس کا وبال ہے (درسِ مسلم، ص۱۵۳، مکتبہ نعمانیہ، کراچی)

مفتی صاحب موصوف مزید فرماتے ہیں کہ:

کتبِ فقہ میں جو ''کلماتِ کفریہ'' کے نام سے بیان کیے جاتے ہیں، ان کا حاصل صرف یہ ہے کہ ان کلمات سے ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا انکار نکلتا ہے، یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جس شخص کی زبان سے یہ کلمات نکلیں، اس کو بے سوچے سمجھے اور بدون تحقیقِ مراد کے کافر کہہ دیا جائے، جب تک یہ ثابت نہ ہوجائے کہ اس کی مراد وہی معنیٰ ومفہوم ہیں، جو کافرانہ عقیدہ ہے (یعنی ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک کے منافی ہے) اس کی تکفیر جائز نہیں، فقہائے کرام نے اس کی جگہ جگہ صراحت فرمائی ہے (درسِ مسلم، ص۱۵۴، ۱۵۵، مکتبہ نعمانیہ، کراچی)

اور مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم اس سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ:

فقہ کی کتابوں میں مثلاً فتاویٰ عالمگیری میں اس مسئلہ پر پورا باب قائم کیا گیا ہے، جس میں بہت سارے جملے لکھے گئے ہیں کہ اگر کسی نے یہ جملہ کہہ دیا، تو وہ کافر ہو جائے گا، اور کسی نے یہ جملہ کہہ دیا، تو وہ کافر ہو جائے گا، اور ان میں سے بعض جملے بظاہر معمولی سے نظر آتے ہیں، لیکن ان پر بھی کفر کا حکم لگا دیا گیا ہے، تو اس بات کا حاصل بھی یہ ہے کہ یہ کلماتِ کفر ہیں، لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ان کے بولنے والے پر کفر کا فتویٰ لگایا جائے، اس میں مفتی کو یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ اس نے یہ بات کن حالات میں اور کس صورت میں، کس ماحول میں اور کس سیاق میں کہی ہے، اور اس کی مراد کیا ہے، ان سب باتوں کو دیکھا جاتا ہے (انعام الباری، ج ۱ ص ۳۲۳، کتاب الایمان، مطبوعہ: مکتبۃ الحراء، کراچی)

مطلب یہ ہے کہ کسی کلام یا کام سے فی نفسہٖ کفر کے لازم آنے اور اس سے اپنے اوپر کفر کو لازم کر لینے میں فرق ہے، دونوں چیزوں کو ایک درجہ دینا غلط فہمی کا باعث ہے، جس کسی کو کفر لازم آنے والے افعال اور کلمات سے آگاہ کرنا ہو، تو اس کو ''لزومِ کفر والے'' افعال اور کلمات سے مطلع اور آگاہ کیا جاتا ہے، لیکن جب کسی شخص سے اس طرح کے افعال یا کلمات کا صدور اور ظہور ہو جائے، پھر تاویل کو بھی دیکھا جاتا ہے کہ وہ کوئی تاویل تو ایسی نہیں کرتا، جس کی وجہ سے وہ اپنے اوپر کفر لازم آنے کا انکار کر رہا ہو، اور تاویل اس سلسلہ میں موثر بھی ہو، اگر ایسا ہو، تو ''التزامِ کفر'' کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

پروپرائیٹر: وسیم ریاض

ریاض سٹیل فرنیچر اینڈ الماری سنٹر

ہمارے ہاں الماری، کیبنٹ، سیف، آفس فرنیچر وغیرہ دستیاب ہیں

دوکان نمبر: M-76,77
وارث خان بس سٹاپ، راولپنڈی

Tel: 051-5500104
Ph: 051-5962645
Mob: 0333-5585721

عبرت کدہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط42 مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَعِبۡرَۃً لِّاُولِی الۡاَبۡصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت موسیٰ کی پریشانی اور جادوگروں پر غلبہ

حضرت موسیٰ کی دعوت کے جواب میں جب جادوگروں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں وغیرہ ڈالیں، اور جادو کے ذریعے لوگوں کی نظر بندی کر دی، جس سے سارے میدان میں ہزاروں کی تعداد میں ان جادوگروں کی لاٹھیاں اور رسیاں لوگوں کے سامنے حرکت کر رہی تھیں، اور سارا میدان سانپوں سے بھرا ہوا نظر آنے لگا، اور لوگ خوف زدہ اور دہشت زدہ ہو گئے۔

فرعون اور اس کے خاص درباری، جادوگروں کے کارنامے پر خوش ہو رہے تھے، اور ان کی داد دے رہے تھے۔

یہ صورتِ حال دیکھ کر تھوڑی دیر کے لیے حضرت موسیٰ نے بھی اپنے دل میں خوف محسوس کیا، کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جادو کی حقیقت سے واقف نہ تھے، اس لئے دل میں کچھ خوف محسوس کیا۔

اور بعض حضرات کے نزدیک اس وجہ سے خوف تھا کہ کہیں لوگ اس ظاہری منظر کو دیکھ کر جادو کے فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں، اور جادو اور معجزے کا فرق ان پر مشتبہ نہ ہو جائے۔

اور بعض حضرات کے بقول یہ بھی ممکن ہے کہ دل میں یہ خیال آیا ہو کہ میرے پاس تو صرف ایک عصا ہے، جو ایک ہی سانپ بنے گا، اور ان کے پاس تو بہت سی رسیاں اور لاٹھیاں ہیں، تو جب وہ ساری سانپ بن جائیں گی، تو بظاہر حق پر غالب نظر آئے گا، تو اس لئے دل میں ڈر محسوس کیا۔

اور بعض حضرات کے نزدیک حضرت موسیٰ نے خیال فرمایا کہ مقابلہ بہر حال سخت ہے، باوجودیکہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کی وجہ سے حضرت موسیٰ کو یہ اطمینان تھا کہ فتح انہی کی ہوگی، لیکن جب صورتِ حال توقع سے زیادہ پیچیدہ سامنے آجائے، تو دل میں وقتی طور پر کچھ نہ کچھ خوف پیدا ہوتا ہے، اسی

طرح کا ایک وقتی خوف حضرت موسیٰ کے دل میں بھی پیدا ہوا۔ [1]

چنانچہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور ساتھ ساتھ یہ بشارت بھی سنادی کہ تم ہی کامیاب رہو گے۔

چنانچہ قرآن مجید کی سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَأَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُوْسَى . قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلٰى (سورة طٰـهٰ، رقم الآيات ٦٧، ٦٨)

---

[1] الوجس في الأصل الصوت الخفي وفي القاموس الوجس الفزع يقع في القلب او السمع من صوت او غيره– يعني خاف موسى حينئذ خوفا مضمرا– قيل خاف من طبع البشرية ظنا منه انها تقصده وقال مقاتل خاف على القوم ان يلتبس عليهم الأمر فيشكوا في امره فلا يتبعوه(التفسير المظهرى، ج٦ ص ١٥٠، سوره طٰهٰ)

تفسیر قرطبی میں بعض اہلِ حقائق کے حوالے سے یہاں پر یہ قصہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ کے خوف کا سبب یہ تھا کہ حضرت موسیٰ جب جادوگروں سے ملے اور آپ نے انہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹے بہتان نہ باندھو، ورنہ وہ تمہارا نام ونشان مٹادے گا، حضرت موسیٰ نے یہ فرمانے کے بعد دیکھا کہ جبریل آپ کی دائیں طرف کھڑے تھے، جبریل نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ اے موسیٰ! اللہ کے دوستوں کے ساتھ نرمی کرو، حضرت موسیٰ نے کہا کہ اے جبریل! یہ جادوگر ہیں، بڑا جادو لے کر آئے ہیں تاکہ معجزہ کو باطل کریں اور فرعون کے دین کی مدد کریں اور اللہ کے دین کا رَد کریں، اور آپ کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے نرمی کرو، جبریل نے کہا کہ یہ اس وقت سے لے کر عصر تک تمہارے پاس ہیں، عصر کے بعد یہ جنت میں ہوں گے، جب جبریل نے یہ کہا تو حضرت موسیٰ کے دل میں خوف محسوس ہوا۔

حضرت موسیٰ کو یہ خطرہ لاحق ہوا کہ میرے بارے میں اللہ کا جو علم ہے، اس کا مجھے علم نہیں، شاید میں اب ایک حالت میں ہوں اور اللہ تعالیٰ کا علم میرے بارے میں اس حالت کے خلاف ہو، جیسا کہ یہ لوگ تھے۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے خوف کو جان لیا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ تم ہی دنیا میں ان پر غالب ہو گے اور جنت میں بلند درجات پر ہو گے۔

وقال بعض أهل الحقائق: إن كان السبب أن موسى عليه السلام لما التقى بالسحرة وقال لهم: "ويلكم لا تفتروا على الله كذبا فيسحتكم بعذاب "التفت فإذا جبريل على يمينه فقال له يا موسى ترفق بأولياء الله. فقال موسى: يا جبريل هؤلاء سحرة جائوا بسحر عظيم ليبطلوا المعجزة، وينصروا دين فرعون، ويردوا دين الله، تقول: ترفق بأولياء الله! فقال جبريل: هم من الساعة إلى صلاة العصر عندك، وبعد صلاة العصر في الجنة .فلما قال له ذلك، أوجس في نفس موسى وخطر أن ما يدريني ما علم الله في، فلعلي أكون الآن في حالة، وعلم الله في على خلافها كما كان هؤلاء .فلما علم الله ما في قلبه أوحى الله إليه "لا تخف إنك أنت الأعلى "أي الغالب لهم في الدنيا، وفي الدرجات العلا في الجنة، للنبوة والاصطفاء الذي آتاك الله به(تفسير القرطبي، ج ١١ ص ٢٢٢، ٢٢٣، سورة طٰهٰ)

لیکن اس واقعے کی کہیں سے کوئی سند باوجود تلاش کے نہیں مل سکی، شاید صاحبِ قرطبی نے اس کو اسرائیلی روایات سے لیا ہوگا، احادیث وغیرہ کی مستند کتب میں صحیح سند کے ساتھ یہ واقعہ موجود نہیں۔

www.idaraghufran.org

یعنی ’’اس پر موسیٰ کو اپنے دل میں کچھ خوف محسوس ہوا۔ہم نے کہا کہ ڈرو نہیں! یقین رکھو تم ہی تم غالب رہو گے‘‘۔

حضرت موسیٰ کا لاٹھی ڈالنا

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب یہ فرمایا گیا کہ تم ہی غالب رہو گے، تو اس کے ساتھ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ اپنے دائیں ہاتھ کی لکڑی کو میدان میں ڈال دو، اور بشارت بھی سنائی کہ تم ہی کامیاب رہو گے۔

حضرت موسیٰ نے اللہ کے حکم کی تعمیل کی، اللہ کے حکم سے یہ لکڑی ایک زبردست اژدھا بن گئی، جس کے پیر بھی تھے اور سر بھی تھا، اور دانت بھی تھے، اس نے سب کے دیکھتے دیکھتے سارے میدان کو صاف کر دیا، اور جادوگروں کے جتنے کرتب تھے، سب کو ہڑپ کر لیا۔

اب سب پر حق واضح ہو گیا، معجزے اور جادو میں تمیز ہو گئی، حق و باطل میں پہچان ہو گئی۔

قرآن مجید کی سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَأَوْحَيْنَا إِلٰى مُوْسٰى أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُوْنَ . فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ .فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صَاغِرِيْنَ (سورة الاعراف، رقم الآيات ١١٧ الىٰ ١١٩)

یعنی ’’اور ہم نے موسیٰ کو وحی کے ذریعے حکم دیا کہ تم اپنی لاٹھی ڈال دو، بس پھر کیا تھا، اس نے دیکھتے ہی دیکھتے وہ ساری چیزیں نگلنی شروع کر دیں جو انہوں نے جھوٹ موٹ بنائی تھیں۔اس طرح حق کھل کر سامنے آ گیا اور ان کا بنا بنایا کام ملیا میٹ ہو گیا۔اس موقع پر وہ مغلوب ہوئے، اور شدید سبکی کی حالت میں (مقابلے سے) پلٹ کر آ گئے‘‘۔

اور سورہ شعراء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَأَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُوْنَ (سورة الشعراء، رقم الآية ۴۵)

یعنی ’’موسیٰ نے اپنا عصا زمین پر ڈالا، تو اچانک اس نے (اژدھا بن کر) اس تماشے کو

نگلنا شروع کردیا، جو وہ جھوٹ موٹ بنا رہے تھے‘‘۔

اور سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ (سورۃ طٰہٰ، رقم الآیۃ ٦٩)

یعنی’’اور جو (لاٹھی) تمہارے دائیں ہاتھ میں ہے، اسے (زمین پر) ڈال دو، ان لوگوں نے جو کاریگری کی ہے، وہ اس سب کو نگل جائے گی، ان کی ساری کاریگری ایک جادوگر کے کرتب کے سوا کچھ نہیں، اور جادوگر چاہے کہیں چلا جائے، اسے فلاح نصیب نہیں ہوتی‘‘۔

حضرت موسیٰ کی لاٹھی کے جادوگروں کے جادو کو نگلنے کی مفسرین نے دو مطلب بیان کیے ہیں، ایک یہ کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پھینکا، تو وہ اژدہا بن کران رسیوں اور لاٹھیوں کے مصنوعی سانپوں کو نگلنے لگا، اور چونکہ یہ مصنوعی سانپ حقیقتاً سانپ نہیں تھے بلکہ حقیقتاً وہ رسیاں اور لاٹھیاں ہی تھیں محض لوگوں کی نظر بندی ہوئی تھی، اس لیے جو کچھ موسیٰ (علیہ السلام) کے اژدہے نے نگلا، وہ فی الحقیقت رسیاں اور لاٹھیاں ہی تھیں، آیت کے ظاہری الفاظ سے یہی مطلب واضح ہوتا ہے اور اکثر مفسرین اسی طرف گئے ہیں۔

اور دوسرا یہ کہ جہاں جہاں موسیٰ علیہ السلام کا اژدہا پہنچتا تھا، تو مصنوعی سانپ لوگوں کو پھر سے رسیاں اور لاٹھیاں ہی نظر آنے لگتے تھے اور وہ اژدہا صرف ان کی شعبدہ کاری کا خاتمہ کر رہا تھا جو جادوگر نظر بندی کے ذریعے لوگوں کو دکھلا رہے تھے۔ [1]

آیت کے آخر میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ جادوگر جہاں بھی جائے وہ کامیاب نہیں ہوتا، اس کے دو

---

[1] معتزلہ قدیم اور جدید، ضرورت سے زیادہ عقل کے غلام ہوتے ہیں، اسی لیے خلافِ عادت وخرقِ عادت واقعات جو مقدس صحائف میں اور مذہبی نوشتوں میں ملتے ہیں، انہوں نے ہمیشہ اس کی تاویل کا راستہ اختیار کیا ہے، اور مذکورہ بالا دوسری تاویل معتزلہ وغیرہ عقل پرست گروہوں کی معجزات وخرقِ عادات کے باب میں تاویلات وتوجیہات کے مشابہ ہے، یا خود ان ہی سے ماخوذ ہے۔

اقبال مرحوم’’سلطان ٹیپو شہید‘‘ پر اپنی نظم میں ٹیپو کی زبان سے ان طبقوں پر اس شعر میں کیا چوٹ کر گئے ہیں۔

صبحِ ازل یہ مجھ سے کہا جبریل نے
جو عقل کا غلام ہو، وہ دِل نہ کر قبول

مطلب لیے جاسکتے ہیں،ایک تو یہ کہ جہاں کہیں بھی جادواور شعبدہ بازی حق کے مقابلے میں آئے گی اور جادوگر اسے ذریعہ بنا کر حق کو شکست دینے کی کوشش کریں گے، وہ کبھی کامیاب نہیں ہوں گے۔ بشرطیکہ اہل حق استقامت اور توکل علی اللہ میں کمزوری نہ آنے دیں، جادو وقتی طور پر لوگوں کو فریب دے سکتا ہے لیکن حق کو شکست نہیں دے سکتا۔

اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ جس طرح انبیائے کرام اوران کے راستے پر چلنے والے اپنے فکر وکردار کی بلندی اوراپنی دعوت کی صداقت کے باعث لوگوں میں ایک صالح تبدیلی پیدا کرتے ہیں اوران کی زندگی کی سچائی اوران کی دعوت کا نور دلوں کو روشنی دیتا ہے،حتیٰ کہ مخالفین بھی دلوں میں ان کی عظمت کو تسلیم کرنے لگتے ہیں۔وہ جب تک دنیا میں رہتے ہیں مینارہ نور بن کے رہتے ہیں اور جب دنیا سے جاتے ہیں،تو ان کی دعوت دنیا کے لیے ایک پیغام ثابت ہوتی ہے، یہاں بھی جادوگر اپنی تمام جادوگری کے باوجود دنیا میں ایسا کبھی کوئی کارنامہ انجام نہیں دے سکے، وہ لوگوں کو حیران تو کرسکتے ہیں لیکن کسی تبدیلی کا آغاز نہیں کرسکتے، وہ اہلِ دنیا سے پیسہ بٹور سکتے ہیں،لیکن دلوں میں ان کے لیے کبھی احترام پیدا نہیں ہوتا،وہ ہمیشہ معاشرے کے گرے پڑے لوگ سمجھے جاتے ہیں،اس لیے فرمایا گیا کہ جادوگر جہاں بھی ہو وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا، نہ اسے کبھی عزت ملتی ہے اور نہ وہ دنیا کو کوئی پیغام دے سکتا ہے۔ [1]

---

[1] یہاں پر پہلا مطلب وتفسیر ہی بے تکلف اور سیاقِ قرآن کے مؤید اوراس کے زیادہ موافق ہے، کیونکہ نص میں استعمال شدہ کلمہ ''حیث اتیٰ '' آیا ہے، یعنی ''جب وہ سحر، حق کے مقابلے میں آتا ہے'' تب اسے لازماً وقتی چمک ودمک دکھا کر یا زور وزَر سے دھمکا کر آخر الامر مغلوب اور خائب وخاسر ہونا ہے، اور استدراج کے طور پر دندنانے کی جو مہلت قدرت نے دی تھی، اس کا خاتمہ ہونا ہے، ورنہ باطل، حق سے ٹکر نہ لے، اپنی دنیا میں ہی مگن رہے، تو شاید اس کی مہلتِ استدراج اور ڈھیل کی رسی عرصہ دراز تک مزید دراز رہے۔

خود نصوص اور تاریخ میں اس کے نظائر اور نمونے مل جاتے ہیں کہ اہلِ باطل میں سے ایسے سمجھدار تاریخ کے مختلف مراحل میں ہو گزرے ہیں، جو اس نکتہ اور راز کو جان گئے تھے کہ حق کے مقابلے سے احتراز رکھیں، تو ہمارا کاروبار عرصہ تک چلتا رہے گا، اور ڈھیل کی رسی دراز ہوتی رہے گی، صحیحین میں ہرقل کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک پہنچنے پر اس نے جو طرزِ عمل اپنایا، اسی طرح مکی دور میں نبی علیہ السلام کی دعوت سن کر عرب کے بعض مشرک اہلِ بصیرت نے قریش کو جو نصائح، نبی علیہ السلام کا مقابلہ کرنے سے باز رہنے اور آپ کو نظر انداز کرنے کے حوالے سے کی تھیں، وہ بھی اس بات کی مؤید ہیں۔

طب وصحت ”کَمْأَۃُ“ کا پانی آنکھ کے لیے شفاء ہے (آخری قسط) حکیم مفتی محمد ناصر

”کَمْأَۃُ“ کا مصداق اوراس کی اقسام کے نام

”کَمْأَۃُ“ جسے احادیث میں بنی اسرائیل پر نازل ہونے والے مَن اور ”سلویٰ میں سے بتایا گیا ہے، اس کی حقیقت اور مصداق کیا ہے؟

اس کے بارے میں ابوبکر رازی، ابنِ سینا، امام نووی اور علامہ ابنِ قیم وغیرہ کے حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل کو ”مَن“ بغیر کسی مشقت اور تکلیف کے حاصل ہوتا تھا، اسی طرح ”کَمْأَۃُ“ بھی انسانی تدابیر مثلاً بیج کاشت کرنے، زمین میں پانی ڈالنے اور کھیتی وغیرہ کرنے جیسی کسی مشقت وتکلیف کے بغیر حاصل ہوتا ہے، پھر بعض حضرات نے ”کَمْأَۃُ“ سے متعلق احادیث کے ظاہری الفاظ کی رعایت کرتے ہوئے ”کَمْأَۃُ“ کو حقیقت میں بھی اُسی ”مَنّ“ جیسا قرار دیا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر نازل کیا تھا، جبکہ بعض حضرات کے مطابق بنی اسرائیل پر نازل ہونے والا ”مَن“ کوئی ایک مخصوص چیز نہیں تھی، بلکہ ”مَن“ کا اطلاق اپنے لفظی معنیٰ کے مطابق اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت پر ہوتا ہے، اور ”کَمْأَۃُ“ پر بھی ”مَن“ کا اطلاق ہوتا ہے، اور ”کَمْأَۃُ“ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ [1]

لغوی اعتبار سے ”کَمْأَۃُ“ کے معنیٰ چھپی ہوئی چیز کے ہیں، بعض حضرات نے یہی اس کی وجہ تسمیہ بیان کی ہے، نیز ”کَمْأَۃُ“ کے پتے، تنا اور جڑ بھی نہیں ہوتی، اوراس کی آلو یا اَروی کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے۔ [2]

---

[1] فصل ك م قوله الكمأة بفتح أوله وثالثه وسكون ثانيه مهموز ويجوز حذف الألف وخطىء من أثبتها مسهلة هو معروف من نبات الأرض والعرب تسمية جدرى الأرض فسماه الشارع منا أى طعاما بغير عمل كالمن الذى أنزل على بنى إسرائيل (فتح البارى شرح صحيح البخارى، ج ا، ص ۱۸۰، كتاب الاعتصام، وج۱۰، ص ۱۶۴، تحت رقم الحديث ۵۷۰۸، كتاب الطب، قوله باب المن شفاء للعين)

[2] وهى نبات لا ورق لها ولا ساق، أرضية، تؤكل مطبوخة، ويختلف حجمها، تشبه البطاطس، أو هى البطاطس (فتح المنعم شرح مسلم، للدكتور موسى شاهين، ج۸، ص۲۵۸، كتاب الاشربة، باب أكل التمر والرطب والقثاء والكمأة والكباث والثوم وتواضع الآكل وصفة قعوده، الناشر: دارالشروق، القاهرة)

اور ''کَمْأَۃٌ'' عرب کی زمین میں زیادہ ہوتے ہیں، اور اس کے علاوہ روئے زمین پر اور بھی کئی مقامات پر پائے جاتے ہیں، چنانچہ مراکش، شام، عراق اور مملکتِ عربیہ سعودیہ کے شمال کے علاقوں میں زیادہ پائی جاتی ہے، اور یورپ میں درختوں کی جڑوں میں اور خاص طور پر بلوط کے درختوں کی جڑوں میں ''کَمْأَۃٌ'' پرورش پاتے ہیں، اسی طرح مصر، خلیج عرب، صحرائے سینا، فرانس، اٹلی، اور امریکا کے کالیفورنیا کے علاقہ میں بھی ''کَمْأَۃٌ'' کے وجود کی نشاندہی کی گئی ہے، یہ بہار کے موسم میں زمین کے نیچے خود بخود پائی جاتی ہے۔ [1]

اس کی پیدائش زمین کے جوہروں کے اُس کے اوپر کی طرف ایک جگہ اکٹھا ہونے سے ہوتی ہے، اور زمین کے یہ جوہر سردیوں کے موسم میں اکٹھے ہوتے ہیں، اور بہار کے موسم کی بارشوں سے پروان چڑھتے اور پھلتے پھولتے ہیں، اور پیدائش کے لئے زمین کے اوپر کی سطح کی طرف بعض بعض جگہ اکٹھے ہوجاتے ہیں۔

عرب لوگ ''کَمْأَۃٌ'' کو ''نباتُ الرعد'' بھی کہتے ہیں، جس کے معنیٰ زمین میں بجلی کی کڑک سے پیدا ہونے والی چیز کے ہیں، بادلوں کی گرج کے وقت ''کَمْأَۃٌ'' کثرت سے ہوتے ہیں، اور یہ زمین کی سطح سے تین چار انچ نیچے ہوتے ہیں، اور جس جگہ ہوتے ہیں، اس کے اوپر سے زمین میں پھٹن پیدا ہوجاتی ہے۔

ساخت و ماہیت کے اعتبار سے ''کَمْأَۃٌ'' گول نما ہوتی ہے، نیز ''کَمْأَۃٌ'' کی اقسام میں عمدہ وہ ہے جو ریت میں پائی جانے والی سفید وخاکی مائل رنگت کی ہو، اور اس میں خراب بُو نہ ہو۔

اور ''کَمْأَۃٌ'' میں سے بہترین وہ ہیں، جو کم پانی والی ریتلی زمین کے ہوں۔

---

[1] بلوط عربی زبان میں ایک سخت لکڑی والے درخت کا نام ہے، اُردو میں بھی یہی نام مستعمل ہے، جبکہ انگریزی میں اسے OAK TREE کہتے ہیں، اس درخت کے پھل کو بلوط یا شاہ بلوط کہا جاتا ہے، ذائقہ کے اعتبار سے دو قسم کا ہوتا ہے، ایک میٹھا وشیریں اور دوسرا کڑوا و تلخ۔ میٹھے کو اطباء نے مزاج کے اعتبار سے سرد و خشک بدرجۂ دوم اور تلخ کو مزاج کے اعتبار سے سرد و خشک بدرجۂ سوم قرار دیا ہے (کتاب المفردات، صفحہ 129، مصنفہ: حکیم مظفر حسین اعوان، ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز)

ومن المناطق التی یکثر فیها الفقع، صحراء الجزیرة العربیة، ومنطقة الخلیج العربی، وبلاد الشام، والعراق، وصحراء سیناء، وبلاد المغرب العربی، وغابات الکثیر من دول أوروبا، مثل غابات جنوب ألمانیا، وفرنسا، وإیطالیا، وولایة کالیفورنیا فی أمریکا (کیف یؤکل الفقع، بواسطة: عاتکة البورینی – ۱۹ نوفمبر ۲۰۱۵)

’’کَمْأَةُ‘‘ کی بہت سی قسمیں ہیں، عمدہ اور مفید بھی، جو سفید و خاکی مائل رنگت کی ہوتی ہیں، اور زہریلی و مہلک بھی، ان کی رنگت سُرخی مائل ہوتی ہے، زہریلی ’’کَمْأَةُ‘‘ سے دَم گھٹنے یا سانس بند ہونے مثلاً دمہ وغیرہ کے امراض ہوسکتے ہیں۔ ۱؎

’’کَمْأَةُ‘‘ کی اقسام اوران کے نام

علمائے لغت و دیگر محققین اہلِ علم حضرات نے مختلف شکلوں والی ’’کَمْأَةُ‘‘ کے اعتبار سے اس کی متعدد قسمیں اور اُن کے الگ الگ نام بیان فرمائے ہیں:

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں ’’کَمْأَةُ‘‘ نام بیان ہوا ہے، جیسا کہ گزشتہ احادیث میں گزرا۔

جبکہ قدیم و جدید اہلِ علم حضرات نے ’’کَمْأَةُ‘‘ کی اقسام میں عربی میں ’’اَلْفُطْرُ‘‘ یا ’’فُطْرُ‘‘ یا ’’عُرْجُوْن‘‘ یا ’’عُرْهُوْنُ‘‘ یا ’’طُرْثُوْثُ‘‘ یا ’’اَلْجُدْرُ‘‘ یا ’’غَرَّادُ‘‘ یا ’’مَغَارِيْد‘‘ یا ’’عَيْشُ الْغُرَابُ‘‘ یا ’’عُسْقُوْلُ‘‘، یا ’’عَسْقَلُ‘‘ یا ’’عَسَاقِلُ‘‘ یا ’’اَلْفَقَعُ‘‘ یا ’’اَلْفَقْعَةُ‘‘ یا ’’تِرْفَاسُ‘‘ یا ’’اَلْفَقْعُ الزُّبَيْدِىُ‘‘ یا ’’اَلْفَقْعُ الْخَلاَصُ‘‘ کے الفاظ بھی استعمال کیے ہیں۔ ۲؎

۱؎ ڈاکٹر خالد غزنوی صاحب فرماتے ہیں:

جدید انکشافات کے مطابق زہریلی اقسام میں ایک زہر MUSCARINE ہوتا ہے، یہ زہر جسم میں جاتے ہی معدہ میں خیزش پیدا کرتا ہے، اس کے بعد عصبی نظام پر اثر انداز ہوتا ہے، جس سے پٹھوں میں دردیں، اعضاء میں اینٹھیں اور رعشہ کی مانند کپکپی ظاہر ہونے لگتی ہے، اس کے بعد دماغی اثرات سے فالج یا کزاز کی طرح تشنج اور اس کے بعد موت واقع ہوسکتی ہے، مگر موت واقع ہونے کے لئے ایک ادھ کھنبی کافی نہیں ہوتی، زیادہ مقدار میں کھانا اور اس کے بعد علامات کے ظہور سے مسلسل لاپرواہی موت کا باعث ہوتی ہے، جرمن اطباء کا اخیال ہے کہ MUSCARINE کے جسم پر اثرات کو ختم کرنے والی کوئی دوائی نہیں ہوتی، البتہ ابتداء میں پتہ چل جائے تو مریض کا معدہ دھو کر اسے جسم سے نکالا جاسکتا ہے (طبِ نبوی اور جدید سائنس، جلد اول، صفحہ 299، وصفحہ 300، الفیصل ناشران و تاجرانِ کتب، اُردو بازار، ہور)

۲؎ طرثوث واحد ہے، اور اس کی جمع طراثیث ہے، یہ ایک جنگلی گھاس ہے، جو زمین پر بچھی ہوتی ہے، انگلی کے برابر موٹی لمبائی میں نصف بالشت سے کم، پتے کھنبہ کے مشابہ ہوتے ہیں، یہ دو قسم کی ہوتی ہے، سرخ اور سفید، لیکن سرخ قسم ہی مستعمل ہے، لوگ قحط میں اسے کھاتے ہیں، اکثر چنے کے کھیتوں میں اور درختوں کے سائے میں پیدا ہوتی ہے۔ رنگ: سرخ اور سفید۔ ذائقہ: سرخ میٹھا اور سفید کڑوا۔ مزاج: خشک تیسرے درجے میں، اور سرد اول درجہ میں۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

''اَلْفُطْر''لغت کے مطابق مختلف قسم کی وہ نباتات ہیں، جوزمین میں بیج ڈالے اور کاشت کیے بغیر خودبخود پیدا ہوتی ہیں،ان پر پھول نہیں آتے،اوران میں سے کچھ بطورسبزی کھائی جاتی ہیں،اور

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ طبی زبان میں طراثیث کا مزاج عضلاتی مخاطی (یعنی خشک سرد) ہے،یعنی عضلات کے لئے محرک ہے،اورسوداء کے لئے محلل ہے،اوراعصاب کے لئے مسکّن ہے،اورجگر کے لئے مخدِّر ہے۔

مقدارِخوراک: سات ماشہ۔افعال واستعمال: کسی قدر غذائی اثرات کی حامل ہے،نہایت قابض وحابس ہے،اورقابض وحابس ہونے کی وجہ سے دست وقے کوفوری طور پر روکتی ہے،خشک سرد ہونے کی وجہ سے خون میں انجماد وگاڑھاپَن کی قوت کو بڑھا کر ہرقسم کے اخراجِ خون کوروکتی ہے،نہایت اچھی مقوی ومفرحِ دل ہے،اسہال یعنی دستوں اورسیلانِ خون میں مفید ہے،معدہ کے لئے مقوی ہے،چھاچھ یا بکری کے تازہ دودھ کے ساتھ دیں تو معدہ کے ڈھیلے پڑ جانے اورامراضِ جگر میں نافع ہے،سفوفِ طراثیث اس کا مشہور مرکب ہے، جواعصابی مریض کو بقدرایک ماشہ ہمراہ آبِ انار دانہ دیتے ہیں، پرانے اسہال کو روکتا ہے، غیرسمی ہے،یعنی زہریلی نہیں ہے (ملاحظہ ہو: کتابُ المفردات، المعروف خواص الادویہ، صفحہ 322، ازحکیم مظفرحسین اعوان، ناشر: شیخ غلام علی اینڈ سنز، خواصُ المفردات،حصہ اول عضلاتی،صفحہ 198،مطبوعہ:یٰسین دواخانہ وطبی کتب خانہ،دنیاپور،لاہور)

حکیم یٰسین صاحب طرثوث یا طراثیث سے متعلق تحریرفرماتے ہیں:

یادرکھیں کہ ہرقسم کی غذا کے تحلیل ہونے کے لئے کچھ دیر (معدہ میں) ٹھہرنا ضروری ہوتا ہے،جس کی مدت نصف گھنٹہ سے تین گھنٹہ تک تسلیم کی جاتی ہے۔

رازکی بات یہ ہے کہ کوئی بھی شے معدہ وامعاء میں اس وقت تک نہیں ٹھہرسکتی، جب تک ان میں قوتِ ماسکہ اپنے عروج پر نہ ہو،قوتِ ماسکہ پراعصاب ودماغ کی تحریک کا اثر پڑرہا ہوتا ہے۔چونکہ اعصابی تحریک سے معدہ وامعاء کے عضلات میں سکون اوررطوبات کا دباؤ ہوتا ہے،جس سے ان میں ڈھیلاپَن پیدا ہوجاتا ہے، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ معدہ کے عضلات غذا کو تحلیل کا موقع دیئے بغیرخارج کردیتے ہیں،اس طرح جسم میں ایک طرف غذا کی کمی کا احساس بڑھ جاتا ہے،اور بار بار بھوک لگتی ہے،دوسری طرف بار بار غذا کے جسم سے اخراج ہوتے رہنے سے پاخانے آتے رہتے ہیں،جن میں کچی غذا خارج ہوتی رہتی ہے،اسے عرفِ عام میں سنگرہنی کہتے ہیں۔چونکہ طراثیث مولد ومحافظِ قوتِ ماسکہ ہے،اس لئے اس کے استعمال سے نہ صرف قوتِ ماسکہ دوبارہ لوٹ آتی ہے، بلکہ سنگرہنی جیسی خوفناک تکلیف بھی ہمیشہ کے لئے رفع ہوجاتی ہے (خواصُ المفردات،حصہ اول عضلاتی،صفحہ 198،مطبوعہ:یٰسین دواخانہ وطبی کتب خانہ،دنیاپور،لاہور)

وذكر علماء اللغة أسماء أنواع عديدة لنباتات تشاكل الكمأة، منها: العرجون، والطرثوث، نبت رملى طويل مستدق كالفطر، يضرب إلى الحمرة وييبس، يؤكل منه حلز، وهو الأحمر، ومنه مر وهو الأبيض، وذكر بعض علماء اللغة أن الطرثوث نبت على طول الذراع، لا ورق له، كأنه من جنس الكمأة و "الطرنوث" و"الضغبوس"وذكر بعض علماء اللغة، أن "الضغابيس "صغار القثاء ، جمع ضغبوس .وقيل :هى أغصان شبه العراجين تنبت بالغور، فى أصول الثمام والشوك طوال حمر، وهى التى تؤكل، أو نبات كالهليون، ينبت فى أصل الثمام يسلق بالخل والزيت ويؤكل (المفصل فى تاريخ العرب قبل الإسلام، للدكتور جواد على، المتوفى 1408هـ، ج١٣،ص ٦٢، والتفصيل فى المحكم والمحيط الأعظم، لأبى الحسن على بن إسماعيل، المتوفىٰ458هـ، ج٩، ص١٤٣، مادة ط ر ث، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت، القاموس المحيط، باب النون، فصل العين، تاج العروس، ج١٠، ص٣٨٠، مادة)

www.idaraghufran.org

بعض زہریلی بھی ہوتی ہیں (القاموس الوحید،صفحہ۱۴۴۲،وصفحہ۱۴۴۷،تالیف مولانا وحید الزمان قاسمی کیرانوی،مطبوعہ: ادارہ اسلامیات،لاہور) [1]

اُردو میں ''کَـمْـأَۃٌ'' کے لئے ''کُھـمبی''، ''سانپ کی چھتری'' یا ''کَـکَـرمُتّـا'' کالفظ بولا جاتا ہے، ''کُھـمبی'' یا ''کَـکَـرمُتّـا'' ہندی لفظ ہے،اور فارسی میں ''کَـمْـأَۃٌ'' کے لئے ''سماروغ''،اور ''کُلاہِ باراں'' کالفظ استعمال کیا جاتا ہے، جبکہ ''کَـمْـأَۃٌ'' کوانگریزی میں مشروم (Mushrooms) کہاجاتا ہے،اور خشکی میں پائے جانے والے ''کَـمْـأَۃٌ'' کوانگریزی میں (Desert Mushrooms) کہاجاتا ہے(فیروزُ اللغات،صفحہ1062،مطبوعہ:فیروزسنز) [2]

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ صحیح احادیث میں کیونکہ ''کَـمْـأَۃٌ'' کی فضیلت بیان ہوئی ہے،اور

---

[1] ''کَـمْـأَۃٌ'' دراصل نباتات میں سے خودروقسم کی نباتات ہے،اور ''فُطُر'' بھی خودرو نباتات میں سے ہے،اور ''فُطُر'' جیسی خودرو نباتات کی تقریباً ایک لاکھ کے قریب اقسام شمار کی گئی ہیں،جن میں ایک قسم فُطرُ البری ہے،جن میں خشکی کے ''کَمْأَۃٌ'' شامل ہیں، نیز پھپھوندی کو بھی فُطر کی اقسام میں شمار کیا گیا ہے، جسے انگریزی میں فنگس (Fungus) کہاجاتا ہے،اور بیکٹیریا بھی اسی قسم سے تعلق رکھتے ہیں(کذا فی القاموس المحیط لمجد الدین الفیروز آبادی،ج۱،ص۱۲۱۵،فصل الفاء)

[2] زمین سے خودرو طریقہ پر پیدا ہونے والی ہر وہ چیز جس کی شکل چھتری جیسی یا اس سے مشابہ ہو،اور وہ تیزی سے پیدا اور بڑھنے والی لیکن کم پائیدار یا تھوڑی مدت رہنے والی ہو، کھمبی کی اقسام سے تعلق رکھتی ہے۔چنانچہ مظاہر حق میں ہے:

''کَمْأَۃٌ'' کاف کے زبر میم کے جزم اور ہمزہ کے زبر کے ساتھ۔رحمت کے وزن پر ہے،کماۃ،کھنبی کو کہتے ہیں، جوازقسم بناتات چربی کی مانند ایک چیز ہوتی ہے،اوراکثر برسات میں ازخود پیدا ہوجاتی ہے،عربی میں اس کو شحم الارض (زمین کی چربی) بھی کہتے ہیں اور ہمارے یہاں اس کو عام طور پر سانپ کی چھتری کہا جاتا ہے۔کھنبی حلال ہے اور بہت لوگ اس کو تل کر کھاتے بھی ہیں اگرچہ بعض مقامات پر اس کو کھانا طبعی طور پر مکروہ سمجھا جاتا ہے کیونکہ وہاں اس کو کھانے کی عادت نہیں ہوتی۔

" کھنبی من کی ایک قسم ہے " کا مطلب یہ نہیں ہے، کھنبی اصل میں وہ ''مَـــن'' ہے جو اس آیت کریمہ (وَاَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكُمُ الۡمَنَّ وَالسَّلۡوٰى) (اور ہم نے بنی اسرائیل پر من وسلوی اتارا) کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل پر اترتا تھا، کیونکہ ''مَن'' تو ترنجبین کی طرح کی ایک چیز تھی جو آسمان سے اترتی تھی اور یہ کھنبی زمین سے اگتی ہے، بلکہ کھنبی،من کی ایک قسم ہے) کہ جس طرح من اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت تھی، جو بلا محنت و مشقت آسمان سے نازل ہوتی تھی اس طرح کھنبی بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے جو بلا محنت و مشقت زمین سے پیدا ہوتی ہیں، یا یہ مراد ہے کہ کھنبی اپنے منافع وفوائد کے لحاظ سے من کے مشابہ ہے۔''اس کا پانی آنکھ کے لئے شفا ہے'' بعض علماء نے کہا ہے کہ اس کا پانی آنکھ کے لئے اس صورت میں شفاء کا حکم رکھتا ہے جب کہ اس کو دوسری دواؤں (جیسے سرمہ یا طوطیا وغیرہ) میں ملا کر آنکھوں میں لگایا جائے (مظاہرِ حق،جلد چہارم،صفحہ۹۲،کھانوں کا بیان،مطبوعہ: دارالاشاعت)

''کَمْأَۃ'' کی بے شمار اقسام ہیں، اور''کَمْأَۃ'' کا اطلاق اس کی اُن اقسام پر زیادہ صادق آتا ہے، جو جڑ اور تنے کے بغیر خودرو ہوتی ہیں، اور اُن کی کاشت نہیں کی جاتی۔

نیز اُردو میں کُھنبی کا نام جن چیزوں کے لئے بولا جاتا ہے، اُن میں سے بہت سی خودرو نہیں ہیں، بلکہ انہیں کاشت کے ذریعہ حاصل کیا جارہا ہے، اور اُن کے مزاج اور اوصاف بھی اطباء ومحدثین کے بیان کردہ''کَمْأَۃ'' کے مزاج اور اوصاف کے مطابق نہیں ہیں، لہٰذا''کَمْأَۃ'' کی تحقیق اور تعیین میں اس کے اُن اوصاف کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے، جو اطباء ومحدثین نے بیان کیے ہیں۔ [1]

[1] ڈاکٹر خالد غزنوی صاحب فرماتے ہیں:

یہ (یعنی کُھنبی یا''مَن'') خودرو نباتات ہے، جو FUNGUS کے خاندان سے ہے، کہا جاتا ہے کہ برسات کے موسم میں باغوں اور نہروں کے کناروں پر بطور خودرو نباتات ہے، اگرچہ ان کی پچاسوں اقسام معلوم ہوچکی ہیں، مگر عام استعمال کے لئے اس کا خاندان AGARICUS CAMPESTRIS ہے، جبکہ دوسرے خاندان از قسم PSALLIOTA CAMPESTRIS کے تمام اراکین قابلِ خوراک نہیں، اس کی اکثر قسمیں زہریلی ہیں، پنجاب کے باغات میں اس کی دو قسمیں ملتی ہیں، چھتری کی شکل میں ملنے والی AGARICUS ALBUS ہے، کہا جاتا ہے کہ یہ زہریلی قسم ہے، لیکن ہومیو پیتھک اور ویدک طب میں اس سے AGARACIN بنتی ہے، دوسری گول سر والی ہے، جسے لوگ عام طور پر سالن میں پکا کر کھاتے ہیں (طبِ نبوی اور جدید سائنس، جلد اول، صفحہ 290، الفیصل ناشران وتاجرانِ کتب، اُردو بازار، ہور)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

کھنبی کا تعلق FUNGUS خاندان سے ہے، یہ وہی خاندان ہے، جس سے اب تک کی تمام جراثیم کش ادویہ از قسم پنسلین سے کلورومائی سین تک حاصل ہوتی ہیں، کھنبی سے بھی اب تک کئی قسم کی جراثیم کش ادویہ میسر آئی ہیں، جن پر مشاہدات جاری ہیں، اور اس امر کا امکان مستقبل قریب میں موجود ہے کہ کھنبی سے حاصل ہونے والے مرکبات علاج میں اپنا مقام پالیں، اس میں جراثیم کش ادویہ کی موجودگی ثابت ہوچکی ہے، اس لیے جب احادیث میں اسے آنکھوں کی بیماریوں میں شفاء قرار دیا گیا، تو وہ ثابت ہے، طبِ جدید اس امر کی تصدیق کرتی ہے، کہ کھنبی کے پانی میں جراثیم کو مارنے کی صلاحیت موجود ہے (طبِ نبوی اور جدید سائنس، جلد اول، صفحہ 299، الفیصل ناشران وتاجرانِ کتب، اُردو بازار، ہور)

ادارہ غفران میں قمری مہینوں کی 17، 19، اور 21 تاریخوں میں حجامہ کیا جاتا ہے۔
حجامہ کے لئے تشریف لانے والے حضرات مندرجہ ذیل فون نمبر پر وقت لے کر تشریف لائیں۔
حکیم مفتی محمد ناصر صاحب: 051-5507270 0333-5365830

اخبارِ ادارہ

مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب وروز

☐...... 14/ 21/ 28/ رجب اور 6/ 13/ شعبان 1440 ہجری بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے۔

☐...... 16/ 23/ رجب اور/ یکم/ و8/ شعبان 1440 ہجری بروز اتوار، مفتی صاحب مدیر کی اصلاحی مجالس صبح تقریباً ساڑھے دس بجے حسبِ معمول منعقد ہوتی رہیں۔

☐...... 13/ رجب، بروز جمعرات، بعد نمازِ عشاء، حضرت مدیر صاحب، جامع مسجد علی المرتضٰی (شکریال، صادق آباد) میں حافظ زبیر احمد شیخ صاحب کی معیت میں عشائیہ پر مدعو تھے۔

☐...... 14/ رجب بعد نمازِ جمعہ مفتی صاحب مدیر نے مسجدِ غفران میں جناب صغیر احمد صاحب کی بیٹی کا نکاحِ مسنون پڑھایا۔

☐...... 17/ 24/ رجب اور 2/ و9/ شعبان بروز پیر، بعد ظہر، ادارہ میں حکیم قاری محمد اقبال صاحب نے بعض مریضوں کا طبی معائنہ کیا۔

☐...... 17/ 19/ 21 رجب پیر، بدھ اور جمعہ ادارہ میں بعض مریضوں کا حجامہ کیا گیا۔

☐...... 22/ رجب بروز ہفتہ مفتی صاحب مدیر نے مولانا غلام بلال صاحب (رفیق دارالافتاء) کی ہمشیرہ کا نکاحِ مسنون پڑھایا۔

☐...... 6/ شعبان بروز جمعہ مفتی صاحب مدیر، اپنے ایک قدیم رفیق جناب عارف صاحب کے گھر مدعو تھے۔

☐...... 29/ رجب بروز ہفتہ سے ادارہ غفران کے شعبہ تعلیمات میں سالانہ امتحانات کا آغاز ہوا، یکم/ شعبان بروز اتوار، شعبہ ناظرہ بنین/ بنات میں مختلف ممتحنین نے امتحان لیا، جبکہ 4/ شعبان بروز بدھ شعبہ حفظ کے طلبہ کا مولانا طلحہ مدثر صاحب نے امتحان لیا، اور 5/ شعبان بروز جمعرات شعبہ تعلیمات میں تعطیل رہی۔

☐...... 8/ شعبان بروز اتوار بعد نمازِ مغرب یومِ والدین کی تقریب منعقد ہوئی، جس میں بندہ محمد ناصر کا بیان ہوا، اور امتحانات میں کامیاب ہونے والے طلبہ کو انعامات دیے گئے۔

☐...... 7/ شعبان (13/ اپریل) بروز ہفتہ تعمیرِ پاکستان سکول میں زیرِ تعلیم طلبہ وطالبات کے والدین کو

Parents Teacher Meeting کے حوالہ سے دعوت دی گئی، جس میں 1st Mid Term Exams کا سلیبس اورڈیٹ شیٹ فراہم کی گئی، اور بچوں کی اخلاقی و تعلیمی بہترائی کے لئے تجاویز لی گئیں۔

❑......13/شعبان(19/اپریل) بروز جمعہ تعمیرِ پاکستان سکول میں طلبہ کے درمیان تعلیمی قابلیت بڑھانے کے لئے تحریری مقابلہ جات ہوئے، اور کامیاب ہونے والے طلبہ کو سرٹیفکیٹس دیے گئے۔

پروپرائیٹر: محمد اخلاق عباسی محمد نذران عباسی

نیو عباسی چکن شاپ

ہمارے ہاں شیور و دیسی مرغی، صاف گوشت اور پوٹہ کلیجی ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے۔

نیز شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

دوکان نمبر H-919، حق نواز روڈ، گلاس فیکٹری چوک، راولپنڈی
موبائل: 0301-5642315---0300-5171243

نفل، سنت اور واجب اعتکاف کے فضائل واحکام

نفل و مستحب، مسنون اور واجب اعتکاف کے تفصیلی فضائل واحکام
نفل و مستحب اعتکاف کی فضیلت اور اُس کے اوقات واحکام
مسنون اعتکاف کی فضیلت اور اُس کے اوقات واحکام
واجب اعتکاف کی حقیقت اور اُس کے اوقات واحکام
اور متعلّقہ تحقیقی مسائل پر مفصَّل و مدلَّل کلام

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

www.idaraghufran.org

اخبارِ عالم　　　　مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

☜ 21/ مارچ/ 2019ء/13/ رجب المرجب/1440ھ: بھارت: سانحہ سمجھوتہ ایکسپریس کے ملزم بری، پاکستان کا احتجاج ☜ پنجاب میں رجسٹرڈ موٹر سائیکلیں، 1 کروڑ 57لاکھ سے متجاوز، ٹریفک مسائل مزید اضافہ، روزانہ 500 میں سے 4 سو حادثات کی وجہ موٹر سائیکل، اکثریت کم عمر نوجوان کی ہے، ڈی جی ریسکیو ☜ 22/ مارچ: پاکستان: ملائیشیا کے وزیراعظم مہاتیر محمد کی 23 سال بعد پاکستان آمد، پرتپاک استقبال، 800 ملین کے ایم او یوز سائن ہونگے ☜ سپریم کورٹ نے بحریہ ٹاؤن کو کراچی میں کام کرنے کی اجازت دے دی، کاروباری طبقے کا عدالتی فیصلے کا بھرپور خیر مقدم ☜ سینیٹر سراج الحق مسلسل دوسری بار 5 سال کے لیے امیر جماعت اسلامی منتخب ☜ 23/ مارچ: پاکستان: کراچی، شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی قاتلانہ حملہ میں محفوظ، 2 محافظ شہید، صدر وزیراعظم ودیگر کی مذمت ☜ 24/ مارچ: پاکستان: یومِ پاکستان پریڈ، دفاعی صلاحیت کا شاندار مظاہرہ، دوست ملکوں کے دستوں کی بھی شرکت ☜ 25/ مارچ: پاکستان: ممکنہ بھارتی مہم جوئی کا جواب تیار، سرحدوں پر نیا ایئر ڈیفنس سسٹم نصب، بھارتی جہازوں کا پیشگی پتا لگایا جاسکے گا ☜ 26/ مارچ: پاکستان: پاکستان اور یورپی یونین، نیوسٹریٹجک پلان پر متفق، معاہدے پر دستخط برسلز میں ہوں گے ☜ چین سے دو ارب 10 کروڑ ڈالر پاکستان کو موصول، زرمبادلہ کے ذخائر 18 ارب ہوگئے، معیشت پر مثبت اثرات مرتب ہوں گے، ذرائع ☜ 27/ مارچ: پاکستان: نواز شریف 6 ہفتے کے لیے ضمانت پر رہا، باہر جانے پر پابندی، دوبارہ ضمانت کے لیے ہائیکورٹ جانا ہوگا، چیف جسٹس ☜ وفاقی کابینہ، لاہور دہلی بس سروس میں توسیع، کرتار پور راہداری کا نومبر سے آغاز، 2 ارب کا رمضان پیکج منظور، نئی اسول ایوی ایشن پالیسی، سرمایہ بورڈ کی تشکیلِ نو منظور، غیر ملکی سیاحوں کے لیے این او سی ختم ☜ 28/ مارچ: پاکستان: عدالت کا غیر منظور شدہ قرآنی نسخے ضبط کرنے کا حکم، انٹرنیٹ سے بھی ہٹایا جائے، لاہور ہائیکورٹ کا 40 صفحات پر مشتمل بڑا فیصلہ، قرآن مجید یا دینی کتب کے اشاعتی اداروں پر ہر صفحے پر پبلشر کا نام دینا لازمی ☜ سپریم کورٹ نے نیب کو پیشگی اطلاع کے بغیر گرفتاری کی اجازت دے دی ☜ 29/ مارچ: پاکستان: حجاج کرام کی بروقت مدد کے لیے انتہاہی میسج متعارف، حج گروپ آرگنائزر کی تصدیق کی جاسکے گی، فراڈ حج کمپنیوں کی روک تھام ہوگی، وزیر مذہبی امور ☜ 30/ مارچ: پاکستان: نیلم جہلم ہائیڈرو پاور پروجیکٹ، 969 میگا واٹ بجلی پیدا کرنے لگا، پروجیکٹ گزشتہ برس مکمل ہوا تھا ☜ 31/ مارچ: پاکستان: حکومت کی سرکاری آئیل کمپنی پی ایس او کو تیل کی سپلائی ٹینکرز کے بجائے، ریلوے

کے ذریعے سے کرنے کی ہدایت، روڈ یا پائپ لائن کی نسبت 26فیصد کم کرایہ کی پیشکش ✍ یکم/اپریل: پاکستان: پٹرول، ڈیزل6، مٹی کا تیل3روپے لیٹر مہنگا ہونے کے بعد پٹرول کی نئی قیمت 98.89روپے، ہائی سپیڈ ڈیزل117.43روپے، لائٹ ڈیزل80.54جبکہ مٹی کا تیل89.31روپے فی لٹر ہوگیا، مارچ میں بھی پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں4روپے75پیسے اضافہ کیا گیا تھا، دوماہ میں پٹرول10روپے75پیسے فی لٹر مہنگا کیا گیا ✍ 2/اپریل: پاکستان: ماڈل کورٹس نے کام شروع کردیا، پہلے ہی روز89مقدمات کے فیصلے، پنجاب کی ماڈل عدالتوں نے 37، سندھ 20، اسلام آباد 12، پختونخوا اور بلوچستان کی عدالتوں نے 10، 10مقدمات کے فیصلے سنائے ✍ مارچ میں مہنگائی 5سال کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی، مہنگائی کی شرح 9.41فیصد ہوگئی، ٹماٹر18، دال مونگ22 چینی18، گوشت13فیصد مہنگا ہوا، محکمہ شماریات ✍ ڈیجیٹل کرنسی کی مانیٹرنگ ریگولیشنز متعارف، الیکٹرونک منی انسٹی ٹیوشنز کو لائسنس جاری، معطل ومنسوخ کیے جاسکیں گے ✍ 3/اپریل: پاکستان: راولاکوٹ، پاک فوج کے3جوان وطن پر قربان، دشمن کے7فوجی ہلاک،19زخمی۔ ✍ 4/اپریل : پاکستان: مفتی تقی عثمانی پر حملے میں زخمی مولانا عامر شہاب دورانِ علاج دم توڑ گئے ✍ 5/اپریل: پاکستان: آئی ایم ایف قرضہ، ٹیکس بڑھانے، پھنسے واجبات کی ریکوری تیز کرنے کا فیصلہ، عالمی ادارے نے نئے پروگرام کے لیے پچھلے9ماہ کے اعداد وشمار طلب کرلیے ✍ 6/اپریل: پاکستان: وفاقی حکومت نے8ماہ میں3400ارب کے قرضے لیے، مجموعی قرضے276ٹریلین ہوگئے، جولائی تا فروری یومیہ 14ارب قرضہ لیا گیا ✍ 7/اپریل : پاکستان: راولپنڈی، نئے ریلوے ٹریکس بچھانے، پرانے کی اپ گریڈیشن کا فیصلہ، انجنوں کی اپ گریڈیشن کا پلان بھی تیار، فنڈز مختص، 22مئی کو ٹینڈر جاری کیا جائے گا، پاکستان ریلوے ✍ 8/اپریل : پاکستان: جذبہ خیر سگالی کے تحت100ماہی گیر رہا ✍ 9/اپریل : پاکستان: حکومت کا جائیداد پر ٹیکس کی شرح جولائی سے کم کرنے کا فیصلہ، ودہولڈنگ ٹیکس، اسٹامپ ڈیوٹی اور کیپٹل ویلیو ٹیکس کی شرح کم کی جائے گی ✍ 10/اپریل: پاکستان: ادویات کی مہنگے داموں فروخت کے خلاف کریک ڈاؤن، 12ہزار انسولین سرنجز وادویات ضبط ✍ 11/اپریل : پاکستان: وزیراعظم کی طرف سے پنجاب میں نئے بلدیاتی نظام کی منظوری ✍ 12/اپریل : پاکستان: لاہور ہائیکورٹ، مسلم لیگ ن کے سابق رکن قومی اسمبلی حنیف عباسی کی سزا معطل، ضمانت منظور ✍ 13/اپریل: پاکستان: پنجاب میں جانوروں اور پرندوں کا غیر قانونی شکار روکنے کے لیے سزائیں بڑھانے کا فیصلہ، یو اے ای حکومت افزائشِ نسل میں معاونت کرے گی ✍ 15/اپریل: پاکستان: راولپنڈی، ملک بھر میں ماڈل کورٹس دوگنا کرنے کا فیصلہ، ہر ضلع میں فوجداری اور

سول کیسز کے لیے ایک ایک ماڈل عدالت ہوگی ✍ 16/اپریل: پاکستان: کراچی سمیت سندھ میں مٹی کا طوفان، بلوچستان میں بارشوں سے تباہی، 12افراد جاں بحق ✍ 17/اپریل: پاکستان: لاہور سمیت پنجاب کے مختلف علاقوں میں طوفانی بارشیں جاری، مزید 17 جاں بحق فصلیں تباہ ✍ 18/اپریل: پاکستان: یوٹیلیٹی سٹورز میں 2 مئی سے رمضان ریلیف پیکج کا آغاز، سٹورز کو چلانے کے لیے 8ارب کی منظوری دے دی گئی، چیئرمین یوٹیلیٹی سٹورز کارپوریشن ✍ 19/اپریل: پاکستان: گوادر، پاک بحریہ کے 9اہلکاروں سمیت 14مسافروں کو بسوں سے اتار کر شہید کر دیا گیا ✍ وفاقی کابینہ میں ردوبدل، اسد عمر مستعفی، حفیظ شیخ مشیر خزانہ، اعجاز شاہ وزیر داخلہ، فردوس اعوان معاون خصوصی اطلاعات مقرر ✍ 20/اپریل: پاکستان: پنجاب کابینہ، زیرِ زمین پانی نکالنے کے لیے لائسنس لازمی، نیا بلدیاتی نظام منظور، 309رمضان بازار لگانے کا فیصلہ، بینک آف پنجاب کے نئے سربراہ مقرر۔

پروپرائیٹر: پرویز اعوان

Awami Poultry

Hole sale center

عوامی پولٹری ہول سیل سینٹر

ہمارے ہاں مرغی کا مکمل سپیئر پارٹس دستیاب ہے، مثلاً گردن، پوٹا کلیجی، وینگ، لیگ پیس اور بون لیس وغیرہ دستیاب ہیں

تھوک و پرچون ہول سیل ڈیلر

نیز شادی بیاہ میں مال منڈی ریٹ پر دستیاب ہے

مین روڈ، رتہ امرال، راولپنڈی 0336-5478516 0321-5055398

نقشہ اوقاتِ نماز، سحر وافطار (برائے راولپنڈی واسلام آباد شہر)

(مسجدوں، مدرسوں، دفتروں اور گھروں کے لئے یکساں مفید)

جاری کردہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی۔ 051-5507270-55075030

CERAAT
CENTER FOR EDUCATION, RESEARCH ANALYSIS, ACCREDITATION AND TRAINING

نافع

معاملات میں دین کے احیاء کو اپنی محنت کا میدان بنایئے

مفتیان کرام
کیلئے اہم موقع

بذریعہ

1. کسی بھی دارالافتاء کے شعبہ معاملات میں خدمات
2. کاروباری اداروں کے شریعہ ڈیپارٹمنٹ میں خدمات
3. شعبہ زکوٰۃ میں خدمات
4. "نافع" جیسے اداروں میں مستقل خدمات

ان تمام شعبوں میں عملی خدمات کی تیاری کے لئے "نافع" میں شمولیت اختیار کیجئے

فوائد:

- کاروباری اداروں اور تجارتی مراکز تک رسائی کے ذریعہ فقہ الواقع کا علم اور فقہ الشرع کی عملی تطبیق۔
- مختلف قسم کے کاروباری اداروں کے شرعی تجزیہ کے ذریعے مارکیٹ کے عرف سے روشنائی اور خود اعتمادی میں اضافہ۔
- کارپوریٹ سیکٹر میں مطلوبہ صلاحیتوں کا ماہرین فنون کی سرپرستی میں حصول مثلاً اکاؤنٹنگ، کمپیوٹر، کارپوریٹ لاءز، مینجمنٹ سکلز وغیرہ
- معاملات میں عرب علماء کی فقہی تحقیق سے استفادہ کی سہولت اور علمی ترقی۔

"نافع" کا تعارف

- "نافع" 10 سال سے شعبہ معاملات میں احیائے دین کیلئے حضرت مفتی محمود الحسن شاہ مسعودی صاحب مدظلہ العالی اور مفتی محمد حسن صاحب دامت برکاتہم کی سرپرستی میں سرگرم عمل ہے۔
- "نافع" کی نظریاتی بنیادوں اور طریقہ کار کو پاک وہند کے نامور علماء اور مفتی حضرات کی تائید حاصل ہے۔
- "نافع" 80 سے زائد اداروں کو خدمات فراہم کر چکا ہے۔
- "نافع" سے تربیت حاصل کرنے والے تجربہ کار مفتی حضرات متعدد کمپنیوں میں شریعہ کمپلائنس کی ذمہ داری سرانجام دے رہے ہیں۔

کھانے اور جیب خرچ کی مد میں معقول وظیفہ

درج ذیل کوائف کے حامل افراد شمولیت کے لئے درخواست دے سکتے ہیں

- درس نظامی
- تخصص فی الافتاء

حتمی تقرری بذریعہ ٹیسٹ اور انٹرویو ہوگی۔

محدود نشستوں کی وجہ سے پہلے آنے والے حضرات کو ترجیح دی جائے گی اس لیے جلد رابطہ فرمائیں۔

اپنے کوائف پر مشتمل درخواستیں درج ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں اور کسی اہم موضوع پر تحقیقی فتویٰ یا مقالہ یا مضمون لکھا ہو تو وہ بھی ارسال فرمائیں۔

آخری تاریخ: 10 شوال

آفس نمبر 235، سیکنڈ فلور، آشیانہ شاپنگ سنٹر 1-D-78
گلبرگ 3، لاہور، پاکستان
0322-4456244

www.naafay.org
naafey@gmail.com

www.idaraghufran.org

ان کو یاد کرنا ہمارا حق ہے

ہم سب جانتے ہیں کہ موت برحق ہے ہم میں سے ہر ایک کو اس طرف جانا ہے جہاں ہمارے بڑے گئے ہیں۔ ان کو اس جہاں میں آپ کے ایصالِ ثواب کی ضرورت ہے۔ آگے ''نیکیوں کا موسمِ بہار'' یعنی رمضان المبارک آرہا ہے۔ اس میں ہر نیکی دس سے ستر گنا بڑھ جاتی ہے آپ بھی نیکی کریں اور نیکی کرنے کے اسباب مہیا کریں۔ قرآن کریم اور سپارے مساجد، مدارس اور پڑھنے والے احباب تک پہنچائیں اور اس کارِ خیر کا ثواب اپنے بڑوں تک پہنچائیں، آپ آج اپنے بڑوں کی طرف کچھ بھیجیں گے تو کل آپ کے چھوٹے آپ تک کچھ بھیجیں گے، لہٰذا پہلی فرصت میں تشریف لائیے، ہم آپ کے نیک ارادے کو عملی جامہ پہنانے میں آپ کے مددگار بنیں گے۔

تاج کمپنی لمیٹڈ

راولپنڈی سیل ایجنسی
فون: 051-5534774

اقبال مارکیٹ، اقبال روڈ، بالمقابل اشرف بک ایجنسی، کمیٹی چوک راولپنڈی

مختلف سائزز، دیدہ زیب چھپائی، بہترین جلد بندی اور خوبصورت کتابت

قرآن مجید ❀ سپارہ سیٹ ❀ مجموعہ وظائف

قرآن تھراپی | ہومیوپیتھی | طب نبویؐ | حجامہ

قرآن تھراپی سنٹر کے تحت تمام مریضوں کیلئے
خصوصی رعایت

حجامہ
حجامہ کا پہلا پوائنٹ -/500 روپے اور اسکے بعد کے تمام
پوائنٹ -/300 روپے میں

مائیگرین | درد شقیقہ | کمر درد | لقوہ
فالج | شوگر | نیند کا نہ آنا | ڈپریشن
خون کے امراض | معدہ جگر کے امراض | ذہنی نفسیاتی امراض | مہروں کے درد

''اس میں روحانی اور جسمانی دونوں امراض کا علاج ہے''
حفظانِ صحت کے تمام اصولوں کو مدِ نظر رکھا جاتا ہے۔

جدید تشخیصی نظام

خواتین کیلئے لیڈی ڈاکٹر

آپکے خون کا ایک قطرہ آپکے جسم میں چھپی تمام بیماریوں کی نشاندہی کرسکتا ہے

تشریف لانے سے پہلے وقت ضرور لیں | کلینک ٹائمنگ صبح 9 بجے تا شام 6 بجے

قرآن تھراپی سنٹر سید پور روڈ حیدری چوک راولپنڈی بالمقابل عائشہ ہاسپٹل (ناغہ جمعہ، ہفتہ)

لاہور کلینک: گارڈن ٹاؤن ابوبکر بلاک 77/B (بروز ہفتہ)

0300-5208331-0300-5208331

طب نبویؐ کی تمام پراڈکٹس دستیاب ہے۔خالص شہد بیری، زیتون کا تیل، خالص زیتون، کلونجی، سنا مکی، تلبینہ وغیرہ

لذیذہ مرغ پلاؤ ®

Laziza Murgh Pulao ®

Murgh Pulao
Pulao Kabab

برانچ:
چوک آفندی کالونی، صادق آباد، راولپنڈی
051-8489611
0300-9877045

Website for Order:
www.lazizamurghpulao.com
Contact All Branches:
51-8489511 , 0310-4043333

برانچ: النور پلازہ، نزد شیل پٹرول پمپ، مین اڈیالہ روڈ، راولپنڈی
051-8772884 0334-8082229
برانچ: سلمان شہید روڈ، آفندی کالونی، چوک صادق آباد، راولپنڈی

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ: تم جس چیز سے (بیماریوں کی) دواء وعلاج کرتے ہو، اُس میں افضل چیز حجامہ ہے، یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے (ترمذی، بخاری، مسلم)

سنت بھی علاج بھی

الحجامہ کلینک

ان بیماریوں کا بہترین علاج

پچھنے لگوانے میں روحانی وجسمانی دونوں بیماریوں کی شفا ہے

جسم کا درد — ڈپریشن — ہائی بلڈ پریشر — عرق النساء — بواسیر

موٹاپا — گھنٹیا — یرقان — دردِ شقیقہ — بانجھ پن

ہارمونز کا مسئلہ — یورک ایسڈ — معدہ — شوگر — جوڑوں کا درد

جسم کا سُن ہوجانا — کولیسٹرول — اس کے علاوہ 72 بیماریوں کا علاج

علاج برائے خواتین

مسز عمران رشید (Cupping Therapist)

Diploma Holded of Cupping Therapy(Hijamah)

Executive Member : Hijamh Aps Fourm

مکان نمبر NE-786، ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر 4، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔

فون نمبر: 0321-5349001-0331-5534900

علاج برائے مرد حضرات

شہر یار صاحب

فیز 8، بحریہ ٹاؤن، راولپنڈی فون 0313-9524191

زیرِ انتظام

عمران رشید، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی ۔فون 0333-5187568

Shaikh Ahsan
0314-5165152

Shaikh M. Usman
0321-5593837

Classic Electronics

Deals in :Computer Networking,
Cable & Accessories

TP-LINK
The Reliable Choice
Authorized Dealer in Pakistan

CISCO
UBIQUITI NETWORKS
D-Link Building Networks for People
Baynet Advance Network Products
MikroTik
netis
Tenda
BAYLAN
TOTOLINK The Smartest Network Device

Shop # 3,G/F, TM Plaza
D.A.V. College Road,Rawalpindi
Tell: 051-5775571-2. Cell: 0314-5165152

مدیر: باباجی عبدالشکور

راولپنڈی کا سب سے بڑا اور پرانا کتب خانہ

کتب خانہ رشیدیہ

ہمارے ہاں ہر قسم کی دینی کتب

قرآن پاک تفاسیر

احادیث فقہ

تاریخ اصلاحی کتب

درسی کتب اور شروحات

اور بیروت کی کتب

دستیاب ہیں

کتب خانہ اپنی پرانی جگہ (دارالعلوم تعلیم القرآن، مدینہ مارکیٹ) منتقل ہوگیا ہے

راجہ بازار مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

فون: 051-5771798 0321-5879002

0321-5247791